ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

38

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

7 تا 13 ربیع الاوّل 1444ھ / 4 تا 10 اکتوبر 2022ء

مسلمانوں کے عروج وزوال کی حقیقت

اللہ تعالیٰ اسی کتاب کی بدولت قوموں کو اُٹھائے گا' ترقی دے گا' عروج بخشے گا' انہیں اس دنیا میں بلندی سے سرفراز فرمائے گا' اور اسی کتاب کو چھوڑنے کے باعث قوموں کو ذلیل وخوار کرے گا۔ یہ حدیث بڑی اہم ہے۔ میں نے جب اس حدیث پر غور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ اس حقیقت کا تعلق بالخصوص مسلمانوں سے ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بموجب مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا مستقل ضابطہ یہ ہے کہ ان میں سے جو قوم بھی قرآن کو لے کر اُٹھے گی اسے اللہ تعالیٰ دنیا میں عروج وسربلندی اور غلبہ عطا فرمائے گا' اور مسلمانوں میں سے جو قوم قرآن کو ترک کر دے گی' قرآن کو چھوڑ دے گی' قرآن کی طرف پیٹھ کر لے گی' اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا کر دے گا۔ ویسے تو چند سال قبل مجھے یہ گمان ہوتا تھا کہ شاید ہماری ذلت ورسوائی کا دور اب ختم ہو رہا ہے اور شاید اب ہم دنیا میں عروج کی طرف گامزن ہو رہے ہیں۔ وہ جو مولانا حالی نے کہا تھا ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ غالباً ابھی ہمارے اوپر اللہ کے عذاب کے مزید کوڑے برسنے والے ہیں۔ اب تک ہماری پیٹھ پر عذابِ الٰہی کے کئی کوڑے برس چکے ہیں' لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

اس شمارے میں

بعد از خدا بزرگ توئی......!

قیامت کے ہولناک مناظر اور......

نبی اکرم ﷺ بحیثیت منتظم

ٹرانسجینڈر قانون: اصل ایجنڈا......

چراغِ مردہ کجا نورِ آفتاب کجا!

خوبصورت عمل

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1004

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 83 تا 87

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی
الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ
کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۸۷﴾

ابھی تک حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد اور اپنی قوم کے لوگوں سے مخاطب تھے۔ اب براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں:

آیت ۸۳: ﴿رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۳﴾﴾ ''اے میرے پروردگار! تُو مجھے حکمت عطا فرما اور مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل کر دے۔''

آیت ۸۴: ﴿وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۴﴾﴾ ''اور میرے لیے بنا دے سچّی ناموری پچھلے لوگوں میں۔''
یعنی بعد میں آنے والی نسلیں میرا ذکر اچھے انداز میں کریں اور میرا نام عزّت سے لیں۔

آیت ۸۵: ﴿وَ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۵﴾﴾ ''اور مجھے بنا دے نعمتوں والی جنّت کے وارثوں میں سے۔''

آیت ۸۶: ﴿وَ اغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿۸۶﴾﴾ ''اور میرے والد کو بخش دے' یقیناً وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔''

آیت ۸۷: ﴿وَ لَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۸۷﴾﴾ ''اور مجھے رسوا نہ کیجیو اُس دن جب سب لوگ اٹھائے جائیں گے۔''

درس حدیث
''......تب اللہ تمہاری دُعائیں قبول نہیں کرے گا۔''

عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْلَیُوْشِکَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ)) (رواہ الترمذی)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ (اے مسلمانو!) تم لازماً حکم دو گے معروف (بھلائی) کا اور لازماً روکو گے منکر (برائی) سے۔ (اگر تم نے ایسا نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ تم پر لازماً اپنا عذاب نازل کرے گا اور پھر تم اس کو پکارو گے لیکن وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔''

تشریح: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جب تک لوگ انجام دیتے رہیں گے اس وقت تک ان پر عمومی عذاب نہیں آئے گا۔ جب لوگ اس فریضہ کو چھوڑ بیٹھیں گے اس وقت رب العالمین کا ان پر عذاب آئے گا کہ اس کے بعد ان کی دعائیں بھی نہیں سنی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی دعوت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 ربیع الاوّل 1444ھ جلد 31
4 تا 10 اکتوبر 2022ء شمارہ 38

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

اللہ ربّ العزت کی تخلیق کا ذروۃ السنام کون ہے؟ حسنِ خُلق کی انتہا کون ہے؟ بندگی کی معراج پر کون ہے؟ کائنات میں بے مثل کون ہے؟ حکمت اور دانائی کے بلند ترین مقام پر کون فائز تھا؟ کس کی رسائی وہاں تک ہوئی جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں؟ آدم وحوا کی اولاد میں سے وہ واحد ہستی کون سی ہے، جس کا اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' کھانا پینا' سونا جاگنا' دیکھنا سننا' رہنا سہنا اور پہننا اتارنا تاریخ نے مقدس امانت کے طور پر محفوظ کرلیا؟ وہ کون ہے جس کی تجارت دیانت کی علامت تھی؟ وہ کون سی ہستی تھی جس کی امانت داری کی قسم اُس کی جان کے دشمن بھی کھاتے تھے؟ غریب کی پشت پناہی' یتیم کی سرپرستی' بچوں سے شفقت' بڑوں کا عزت واحترام' بیمار کی تیمارداری میں کون انسانوں میں سرفہرست ہے؟ عورتوں کے حقوق اور غلاموں سے اچھے سلوک کا دنیا میں مبلغ اعظم کون ہے؟ عہد نبھانا' وعدہ وفا کرنا دنیا کو کس نے سکھایا؟ وہ کون سی ہستی ہے جس کی زبان پر صرف حق جاری ہوتا اور جس سے صرف عدل کا صدور ہوتا؟ کسے جدید دور کے محققین نے تاریخ کا دھارا موڑ دینے والوں میں سے سرفہرست قرار دیا' یعنی عظیم ترین انقلابی تسلیم کیا؟ ایک مسلمان کے لیے اِس پرچہ سوالات کا جواب دینا آسان ترین کام ہے' جس کے لیے ایک لمحہ بھی سوچ بچار کی ضرورت نہیں۔ یقیناً یہ وہی ہستی ہے جس پر کائنات کے خالق ومالک نے خود درود وسلام بھیجا!----لیکن مقامِ افسوس ہے کہ محبت کے تقریری اور تحریری دعوؤں کے باوجود اِس مقدس ترین ہستی کے فرمودات پر عمل اور اُس کی سنت کی پیروی آج مسلمان کے لیے مشکل ترین کام بن گیا ہے۔ کمالِ مہربانی سے ماہ ربیع الاوّل حضور ﷺ کو الاٹ کر دیا گیا ہے' جب نعت بھی ہوگی' آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا چرچا بھی ہوگا' لیکن نظام تو دور کی بات ہے فرد اور معاشرہ کی سطح پر بھی کوئی عملی تبدیلی رونما نہیں ہوگی۔

12 ربیع الاوّل پہلے بارہ وفات کہلاتی تھی' پھر عید میلاد النبیؐ بن گئی۔ لیکن ہم اِس بحث میں نہیں الجھتے کہ آپ ﷺ کی حقیقی تاریخ پیدائش یہی ہے یا نہیں! مؤرخین کی اکثریت ربیع الاوّل کی مختلف تاریخیں بتاتی ہے۔ بعض محققین ربیع الاوّل کے علاوہ دوسرے مہینوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ روزِ قیامت کسی مسلمان سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ بتاؤ ہم نے کس ماہ اور کس دن اپنے محبوب کو دنیا میں بھیجا تھا اور تم نے اُس روز جشن منایا تھا یا نہیں؟ آپ ﷺ کی ولادت کا جشن منانے والوں کی خدمتِ عالیہ میں عرض ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کے نوجوانوں کو یہ بھی بتائیں کہ یومِ طائف آپ ﷺ پر کیا گزری تھی؟ حرم شریف میں حالتِ سجدہ میں آپ ﷺ کے سر مبارک پر اونٹ کی اوجڑی رکھ دی گئی تھی۔ آپ ﷺ اپنے قبیلہ سمیت شعبِ ابی طالب میں تین سال قید رہے اور معاشی بائیکاٹ کا سامنا کیا' جس کے دوران آپ ﷺ اور اہل قبیلہ درختوں کے پتے چباتے اور سوکھے ہوئے

چھڑے اُبال کر اُس کا پانی پیتے رہے تا کہ جان وجسم کا رشتہ برقرار رکھا جا سکے۔غزوۂ اُحد میں دندانِ مبارک بھی شہید ہوئے۔لیکن اِس سب کچھ کے باوجود آپ ﷺ اپنے مقدس مشن سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہوئے۔ اِسی طرح لالچ اور ترغیب کے تمام ہتھکنڈوں کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر چانداور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دوتب بھی احکاماتِ خداوندی سے سرِ مُوانحراف نہیں کروں گا۔آپ ﷺ پر درود بھیجنا کہ یہ سنت اللہ ہے اور آپ ﷺ کے اوصاف اور محاسن کا ذکر کرنا یقیناً عبادت ہے‘لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے سے گریز کرنا اور سنتِ نبوی ﷺ کو اپنانے سے راہِ فرار اختیار کرنا منافقانہ طرزِ عمل ہے اور اللہ ربّ العزت کو منافقت سے شدید نفرت ہے۔اسی لیے اُس نے جہنم کی بدترین وادی کو منافقوں کا ٹھکانا بنایا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کا غور سے مطالعہ کریں۔حضور ﷺ نے جہاں اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی کا گواہ مسلمانوں کے انبوہِ کثیر کو بنایا وہاں امت کو یہ ذمہ داری بھی سونپی کہ وہ اِس دعوت کو دنیا بھر میں پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ہم غور کرنے کی تکلیف گوارا کریں تو بڑی آسانی سے اِس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اُمتِ مسلمہ آج ذلت ورسوائی سے کیوں دوچار ہے‘دشمن کا خوف ہمارے اذہان وقلوب پر کیوں مسلط ہے اور شکست اور ہزیمت ہمارا مقدر کیوں ٹھہر گیا ہے؟اس لیے کہ محسن انسانیت ﷺ سے ہماری زبانی محبت‘ اطاعت کی آمیزش نہیں رکھتی۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت اللہ کی کبریائی کو دنیا میں کارفرما کرنا اور اُس نظامِ عدل وقسط کو قائم کرنا تھا جس کے بنیادی اصول وقواعد اللہ ربّ العزت نے اپنی آخری کتاب میں نازل کر دیے تھے۔ پھر یہ کہ اُمتِ مسلمہ کو اُمتِ وسط قرار دیا تھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اِس کا بنیادی فریضہ بتایا گیا تھا۔لیکن یہ قوم دوسروں کو معروف کا حکم کیا دیتی اور منکر کے راستے کا پتھر کیا بنتی‘ اس کا اپنا حال یہ ہے کہ ستاون اسلامی ممالک میں سے ایک ملک بھی ایسا نہیں ہے کہ اُسے صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست کہا جاسکتا ہو‘جہاں ہر کام سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہو کہ اللہ کا حکم کیا ہے‘ پیارے نبی ﷺ کی سنت کیا ہے!

آخرت میں سرخرو ہونے کے لیے اور دنیا میں عزت ووقار کا مقام حاصل کرنے کے لیے ہمیں سیرتِ نبویؐ سے روشنی حاصل کرنی ہوگی اور صحابہ کرام ؓ کے کردار کا جائزہ لینا ہوگا۔صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کے یوم پیدائش پر جشن تو نہیں مناتے تھے‘لیکن جہاں حضور ﷺ کا پسینہ گرتا تھا وہاں صحابہ کرام ؓ کا خون گرتا تھا۔آپ ﷺ کے اشارۂ ابرو پر جان کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ مکہ کی بے آب وگیاہ زمین کے یہ مکین قیصر وکسریٰ پر حاوی ہو گئے۔ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑ کر وہ بحروبر کو روندتے چلے گئے۔صحرا‘ جنگل اور پہاڑ کوئی ان کے راستے میں حائل نہ ہو سکا‘ حالانکہ ہماری طرح اُن کے بھی دو ہاتھ دو پاؤں تھے‘لیکن اُن کے قلوب قرآن کی دولت سے مزین تھے‘ اُن کے سامنے نبی مکرم ﷺ کی سیرت تھی اور سنتِ رسول ﷺ اُن کا ہتھیار تھا۔آج بھی ہمارے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اپنے قول وفعل کا تضاد دور کریں۔ ہماری زبانیں اگر حضور ﷺ کی نعت سے تر ہوں تو ہمارے افعال ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق ہوں۔ہم سنتِ رسول ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں اور صرف ماہ ربیع الاوّل ہی نہیں ہر دن ہر شب کی نسبت حضور ﷺ سے جوڑ دیں۔کسی صورت اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو اور کبھی سنتِ رسول ﷺ کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔آج وہ پاکستان جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا اُس کی معیشت کا مرکز ومحور وہ سود ہے جس کے لین دین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ ہماری معاشرت مغربی تہذیب کے آگے ہتھیار ڈال چکی ہے جہاں LGBT+ کو فروغ دینے والے قوانین بنائے جارہے ہیں اور سیاسی عدم استحکام کا حال یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ ریاستی قوتیں باہم دست وگریبان ہیں یہاں مسلمان مسلمان کا بھائی نہیں اُس کے خون کا پیاسا ہے۔کرپشن تو قانونی بنتی نظر آرہی ہے،ایک دوسرے کی عزتوں پر حملے ہورہے ہیں، پگڑیاں اُچھالی جارہی ہیں۔خون کی ندیاں بہانے کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ بڑی ہی رجائیت پسند سوچ رکھنے والے بھی کہہ رہے ہیں کہ وقتِ دعا ہے۔ یہ سب اس لیے کہ ہماری زندگیاں گواہی دے رہی ہیں کہ ہم زبان سے اللہ اور رسول ﷺ کا نام لینے والے، بدترین منافقانہ طرزِ عمل کا ارتکاب کر رہے ہیں ہمارے مسائل کا حل انتخابات نہیں، ذہنی قلبی اور عملی انقلاب ہے اور اس انقلاب کی بنیاد ایمان ہو، اللہ کے احکامات کی پابندی کا عہد ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی حقیقی اور سچی اطاعت ہو، تب ہی بات بنے گی، تب نیا پاکستان وجود میں آئے گا۔ پھر دنیا بھر میں کوئی قرآن پاک کو جلانے کی جسارت نہیں کرے گا۔ تب دنیا توہین رسالت کا قانون عالمی سطح پر بنانے پر مجبور ہوگی اور عالمی خلافت کے قیام کی طرف پہلا قدم اُٹھ سکے گا۔ پھر رحمت للعالمین ﷺ کی شان نکھر کر سامنے آئے گی اور یک زبان ہو کر دنیا کہے گی:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

قیامت کے ہولناک مناظر اور ہمارا طرزِ عمل

(سورۃ عبس کی آیات 33 تا 37 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 23 ستمبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

تلاوت آیات کے بعد:

سورۃ عبس کی آیات 33 تا 37 کی روشنی میں قرآن حکیم کا بہت بنیادی سبق اس وقت ہمارے سامنے ہے جو کہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا قیامت کی ہولناکیوں، روزِ محشر کی کیفیات اور ہمارے اعمال کے نتائج کے حوالے سے توجہ دلائی گئی ہے۔ کم وبیش ایک تہائی قرآن حکیم فکرِ آخرت کو اُجاگر کررہا ہے کیونکہ اصل میں اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسانوں کو امتحان کے لیے بھیجا، اپنی بندگی کے لیے بھیجا اور بتادیا کہ یہ دنیا عارضی ہے، فانی ہے، اصل مسئلہ آخرت کا ہے اور وہ زندگی دائمی ہے، نہ ختم ہونے والی ہے۔ البتہ دنیا کی یہ مختصر سی زندگی اس لیے اہم ہے کہ کل کے ہمیشہ کے نتائج کا انحصار اس دنیا میں کیے گئے اعمال پر ہوگا۔ تمام انبیاء کی بنیادی دعوت کا مرکزی اور انتہائی اہم نکتہ اللہ کی توحید اور فکرِ آخرت رہا ہے کیونکہ ہمارے اعمال پر سب سے زیادہ آخرت کا عقیدہ اثر انداز ہوتا ہے۔ جتنا ہمیں موت کا یقین ہوگا اور کل کی جوابدہی کا احساس ہوگا اُتنا ہی ہمارے اعمال اچھے ہوں گے۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ جتنا بھی بگاڑ اور فساد ہے، اللہ کے واضح احکامات کی بھی نافرمانی ہورہی ہے تو یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آخرت کی فکر ہمارے ذہنوں سے محو ہوچکی ہے۔ نماز باجماعت خاص طور پر فجر کی نماز میں حاضری سے اندازہ ہوجائے گا کہ ہمارے دل میں کتنی آخرت کی فکر ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ سود حرام ہے، رشوت حرام ہے لیکن آج یہ سب چیزیں عام ہیں اور کوئی فکر نہیں ہے کہ ہم بہت بڑا گناہ کررہے ہیں۔ اسی طرح حقوق العباد، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، حلال وحرام، یعنی دین کی بنیادی تعلیمات سب کو معلوم ہیں لیکن تمام برائیاں آج ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں اور پھر دعویٰ ہو کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانتے ہیں تو یہ ہمارے ایمان پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے؟ اگر اللہ کو مانتے ہیں، رسول ﷺ کو مانتے ہیں تو پھر یہ سب حرکتیں کیوں ہیں؟ پھر حکمرانوں کی سطح پر دیکھیں تو ڈنکے کی چوٹ پر شریعت کے خلاف قوانین بنانا اور شریعت کے خلاف بنے ہوئے قوانین میں تبدیلی کی بات کی جائے تو اس کی مخالفت کرنا۔ فیصلہ آجانے کے بعد بھی ڈنکے کی چوٹ پر سود کے دھندوں کو جاری رکھنا معمول بن چکا ہے لیکن دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو مانتے ہیں اور امتی ہیں۔

مرتب: ابوابراہیم

اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو ہمارے ایمان کے دعوے جھوٹے ہیں یا پھر ہمیں یقین ہی نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ہمارا خالق اور مالک ہے اس لیے اُسے یہ سب کچھ معلوم ہے کہ انسان کمزور ہے اور بھول جاتا ہے۔

﴿اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ﴾ (الملک: 14) ”کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟“

اللہ تعالیٰ نے کچھ کمزوریوں کے ساتھ بندوں کو پیدا کیا لہٰذا ان کمزوریوں کا ازالہ کرنے کا بھی اللہ تعالیٰ نے اہتمام کر دیا۔ اُس نے ہر نماز میں ہمارے لیے یاددہانی کا اہتمام کر دیا، لہٰذا ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ اقرار کرتے ہیں:

﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝﴾

قرآن کریم اپنے آپ کو الذکر، الذکریٰ، التذکرۃ جیسے الفاظ استعمال فرماتا ہے۔ ان سارے الفاظ کا بنیادی مفہوم ہے: یاددہانی، کیونکہ ہمارا اصل مسئلہ، اصل منزل آخرت کی زندگی ہے۔ اسی وجہ سے ابتدائی دور میں نازل ہونے والی قرآن مجید کی سورتوں میں زیادہ تر ایمان اور آخرت کی فکر پر خصوصی توجہ دلائی گئی ہے۔ غفلت اور جہالت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے لیے انذار کا انداز ضروری ہوتا ہے۔ قرآن حکیم خالق کا کلام ہے۔ اس نے یہ انداز ہمیں آخرت کی فکر اور توجہ دلانے کے لیے اختیار کیا۔ فرمایا:

﴿فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾﴾ ”تو جب وہ آجائے گی کان پھوڑنے والی (آواز)۔“ (عبس)

قیامت کے مختلف ناموں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔ اس سے قبل سورۃ النازعات میں الطامۃ کا لفظ آیا جس کے معنی ہیں: بہت بڑی آفت۔ اسی طرح الصاخۃ بھی قیامت کا نام ہے جس کے معنی ہیں: بہت زور دار آواز۔ یعنی اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو اس وقت کی کیفیات کو بیان کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا قیامت کے مناظر کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ خاص طور پر آخری پارے کی تین سورتوں سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار، سورۃ الانشقاق کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنی نگاہوں سے قیامت کے مناظر کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ ان

تین سورتوں کا مطالعہ کرے۔ اس دن گناہگاروں پر کیا بیتے گی اس کا حال بھی قرآن بیان کرتا ہے اور اللہ کے نیک، صابر اور شاکر بندوں پر اللہ کی رحمتیں کس طرح سایہ فگن ہوں گی اس کا بھی ذکر فرمایا۔ زیر مطالعہ آیات میں قیامت کے آغاز کے لمحات اور ان کی ہولناکیوں کی تصویر کشی کی جارہی ہے۔ فرمایا:

﴿فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ﴿٣٦﴾﴾

’’توجب وہ آجائے گی کان پھوڑنے والی (آواز)۔ اُس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔‘‘ (عبس)

یہاں خاص طور پر پانچ رشتے گنوائے یعنی بھائی، ماں، باپ، بیوی اور اولاد۔ یہی وہ رشتے ہیں جن سے انسان دنیوی زندگی میں محبت کرتا ہے، اپنی ہر خوشی میں ان کو شریک کرنا چاہتا ہے اور ان کے ہر دکھ اور غم کو اپنا غم سمجھتا ہے لیکن قیامت کی ہولناکیوں میں انسان ان سب محبتوں کو بھی بھول جائے گا اور سب کو اپنی اپنی فکر پڑ جائے گی یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے دور بھاگے گا۔ کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا اور نہ کسی کو کسی کی فکر ہوگی۔ یہ ہے کل کا مسئلہ جو ہر ایک کے ساتھ پیش آنا ہے۔ پھر روزِ محشر ہر کوئی اپنا منہ چھپائے گا کہ کوئی مجھ سے نیکی نہ مانگ لے۔ یہاں تک کہ اپنے وہ بھائی، ماں، باپ، بیوی، اولاد جن کی مدد کے لیے وہ دنیا میں بھاگا بھاگا پھرتا تھا، ان کی خاطر اپنی جان اور آخرت کو بھی خطرے میں ڈالنے پر تیار ہو جایا کرتا تھا آج ان سب سے بھی دور بھاگے گا کیونکہ اُس دن بدلہ صرف اپنے اعمال کی بنیاد پر دیا جائے گا اور کوئی کسی کی مدد کرنے کو تیار نہیں ہوگا۔ پھر ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا کہ اپنے لوگوں کے ہاتھوں اپنوں کی کبھی کبھار حق تلفی بھی ہو جاتی ہے، حقوق العباد پورے نہیں کیے ہوتے یا بندوں کے حقوق مارے ہوتے ہیں لہٰذا روزِ قیامت بندہ یہ بھی سوچے گا کہ جن کا حق مارا تھا وہ اس کے خلاف کھڑے نہ ہو جائیں۔

میرے بھائیو، بزرگو! ذرا تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کیا ہمیں ان باتوں کا یقین ہے اور آج اگر ہمیں موت آجائے تو کیا ہم مرنے کو تیار ہیں، کیا ہم نے اُس دن کی تیاری کر رکھی ہے جب اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے؟ آج ہمارے گھروں کی کیفیات کیا ہیں؟ ہمارے معاملات کیا ہیں؟ ہمارا ذاتی کردار کیسا ہے؟ قرآن کریم دوسرا رخ بھی ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ فرمایا:

’’اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی ایمان کے ساتھ، ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اس اولاد کو، اور ہم اُن کے عمل میں سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔‘‘ (الطور: 21)

یہ بشارت بھی قرآن مجید میں موجود ہے لیکن قرآن ایمان کے ساتھ جابجا اعمال صالح کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ یعنی صرف ایمان کا دعویٰ کام نہیں آئے گا بلکہ اس دعوے کا ثبوت اعمال کی صورت میں دینا پڑے گا۔ جیسے گھر میں سے کوئی شے چوری ہو جائے تو سب کو فکر لاحق ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح جو گھرانہ ایمان والوں کا ہوگا وہاں ہر وقت یہ فکر لاحق رہے گی کہ کہیں شیطان ہمارے گھر میں دخل اندازی تو نہیں کر رہا؟ گھر کے کسی فرد کے ایمان پر ڈاکہ تو نہیں پڑ رہا؟ حیا کا جنازہ تو نہیں نکل رہا، شیطان مستقل حملے تو نہیں کر رہا، دجالی تہذیب کے حملے تو نہیں ہو رہے؟ یہ کیفیت ایمان والوں کی ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگ روزِ قیامت سرخرو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بشارت دیتا ہے کہ ان کو جنت میں ملا دیا جائے گا اور ان کے اعمال میں سے کمی نہیں کرے گا۔ جنت کے درجات بہت ہیں۔ مفسرین نے لکھا کہ جنت میں اہل ایمان کے مختلف درجات ہوں گے۔ ایک ہی گھر کا ایک فرد بلند درجے پر ہوگا اور دوسرے ذرا کم تر درجے میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور فضل سے نیچے والوں کو اٹھا

پریس ریلیز 30 ستمبر 2022ء

آڈیو لیکس کا معاملہ قومی سلامتی کے لیے سنگین خطرہ ہے

شجاع الدین شیخ

آڈیو لیکس کا معاملہ قومی سلامتی کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کا وزیراعظم، ریاست کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے۔ ملکی دفاع اور خارجہ و داخلی پالیسی سمیت قومی سلامتی کے اہم ترین معاملات وزیراعظم آفس میں زیر بحث آتے ہیں اور اُن پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ غیر ملکی سربراہان مملکت سمیت اہم عہدیدران کو بھی مدعو کیا جاتا ہے اور حساس ملکی و بین الاقوامی موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آڈیو ریکارڈنگ جاسوسی کے آلات کے ذریعہ کی گئی یا ہیکنگ کو بروئے کار لایا گیا، بہرصورت یہ ہماری سیکورٹی اداروں کی بڑی ناکامی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف ملکی راز افشا ہونے کا خطرہ ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے لیے شرمندگی کا باعث بھی بنا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ موجودہ اور سابق وزرائے اعظم کی افشا ہونے والی گفتگو سے یہ تاثر مزید گہرا ہوگیا ہے کہ حکمران طبقہ اُقربا پروری میں ملوث رہتا ہے۔ اُن کی عوام کے سامنے اور بند کمروں میں گفتگو میں کھلا تضاد سامنے آتا ہے۔ یہ سوال بھی پریشان کُن ہے کہ سیاسی لیڈران کی گفتگو کو افشا کرنے میں کون ملوث ہے اور وہ اس سے کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ آڈیو لیکس کی وجہ سے قومی سلامتی کے لیے سنگین خطرات کے پیش نظر قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس بلایا جانا اور تحقیقات کے لیے کمیٹی کا تشکیل دیا جانا اگرچہ اہم ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہائبرڈ جنگ کے اس دور میں دشمن کی ہر چال کو بھانپ کر ایسی پیش بندی کی جائے کہ مملکتِ خداداد پاکستان صحیح معنوں میں محفوظ ہو جائے اور اُس کی سلامتی کو نقصان نہ پہنچایا جاسکے۔۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کراو پروالوں سے ملادے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی خاطر محبت کرنے والے دنیا میں ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو روز قیامت اللہ ان کو ملادے گا۔ یہ اس لیے محبت کرتے تھے کہ اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ آج تو فکر ہوتی ہے کہ دنیا ناراض نہ ہو جائے، خاندان والے یا Boss ناراض نہ ہو جائے، بیوی ناراض نہ ہو جائے، بس اللہ ہی رہ گیا ہے کہ جس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾﴾ (نوح)

”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟“

یعنی ہر ایک کی ناراضگی کی فکر ہے لیکن رب کی ناراضگی کی فکر نہیں ہے۔ حالانکہ ترجیح اللہ کی ذات ہونی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: روز محشر سات قسم کے افراد کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اللہ کی محبت کی خاطر اور جدا ہوتے ہیں تو اللہ کی محبت کی خاطر۔ ان کا ناتا، رشتہ اور تعلق اللہ کی محبت پر قائم تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جبکہ قیامت کی ہولناکیوں کے موقع پر اللہ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، ہمارے گھر والے مسلمان، والدین مسلمان ہیں لیکن قیامت کی ہولناکیوں سے بچنے کے لیے صرف پیدائشی مسلمان ہونا کافی نہیں ہے بلکہ عملی مسلمان ہونا ضروری ہے۔ گھر میں اللہ کی ذات کو ترجیح دی جا رہی ہو، یعنی گھر میں وہ چلے جو اللہ کی ذات کو پسند ہے، وہ نہ چلے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہے۔ کیا آج ہماری یہ فکریں ہیں؟ ہم اپنے پیاروں کو کل کہاں دیکھنا چاہتے ہیں؟ ذرا گرمی پڑتی ہے تو ہم اپنے گھر والوں کے لیے کتنے فکرمند ہو جاتے ہیں، چاہے کتنے ہی بھاری بجلی کے بلوں کا بوجھ کیوں نہ اُٹھانا پڑے لیکن گھر والوں کو اس دنیا کی معمولی گرمی سے بچانے کے لیے اے سی بھی چل رہا ہے، پنکھے بھی چل رہے ہیں لیکن کیا ہم جہنم کی گرمی کے بارے میں سیریس ہیں؟ حالانکہ یہ دنیا کی گرمی تو جہنم کی گرمی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کی فکر دلا رہا ہے۔ فرمایا:

”اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے، جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر۔“ (التحریم:6)

اُمت کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیوں روتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! جہنم کی آگ نے مجھے رلایا ہے۔“

تنہائی میں بیٹھ کر سوچئے گا کہ کیا ہمیں جہنم کی آگ رُلاتی ہے؟ ہم اپنے گھروں کا جائزہ لیں کہ ہماری عورتوں کا رونا کس چیز پر ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ صبح وشام کے اوقات میں سات مرتبہ دعا کرتے تھے:

((اللھم اجرنی من النار)) ”اے اللہ! مجھے آگ سے بچالے۔“

حالانکہ امام الانبیاء ﷺ خطاؤں سے پاک ہیں، معصوم ہیں لیکن وہ جہنم کی آگ سے بچنے کی دعائیں کر رہے ہیں تو ہم جیسے گنہگار اور خطاکار جو قدم قدم پر گناہوں میں، نافرمانیوں میں، سرکشیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں ہمیں توبہ استغفار کرنے اور جہنم کی آگ سے بچنے کی دعا کی کتنی ضرورت ہوگی؟ کیا ہم اس بارے میں سنجیدہ ہیں۔ ہم تو اپنے پیاروں کی انگلی بھی چولھے میں جلنا گوارا نہیں کر سکتے تو کیا ہم چاہتے ہیں کہ وہ جہنم کی آگ کا نوالہ بن جائیں؟ ہم بڑے ہی خود غرض واقع ہوں گے کہ اگر چھوٹے سے نقصان سے اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو بچانے کے لیے اپنے آپ کو کھپا دیتے ہیں لیکن جہنم کی دائمی آگ سے بچانے کے لیے ہم کچھ نہ کریں۔ اس سے بڑھ کر بے وقوفی، حماقت اور کوتاہی کی بات کیا ہوگی۔ یہ ہمارا اولین مسئلہ ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

آگے فرمایا:

﴿لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ یَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ یُّغۡنِیۡہِ ﴿۳۷﴾﴾

”اُس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے (ہر ایک سے) بے پروا کر دے گی۔“ (عبس)

سورۃ المعارج میں تو ہلا دینے والے الفاظ ہیں:

”وہ انہیں دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلے میں اپنے بیٹوں کو دے دے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچالے۔“ (آیات:11 تا14)

حالانکہ وہاں کچھ ہوگا نہیں لیکن وہ کہے گا کہ ان ساروں کو جہنم میں پھینکو لیکن مجھے بچالو۔ وہاں کوئی بھی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ فرمایا:

﴿وَکُلُّہُمۡ اٰتِیۡہِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾﴾ ”اور قیامت کے دن سب کے سب آنے والے ہیں اس کے پاس اکیلے اکیلے۔“ (مریم)

البتہ نیک اولاد ماں باپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگی۔ ہم اس کے قائل ہیں۔ ایمانی رشتہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر ہے ہم قائل ہیں لیکن بالآخر ہر ایک کو اپنا جواب خود دینا ہے۔ اللہ ہمیں اس کا یقین عطا فرمائے اور اس دن کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

بس یہی ہے وجہ بربادی کی!

خالد

یہ دور ہے افراتفری کا
اور وقت ہے نفسا نفسی کا
کچھ ہوش نہیں انسانوں کو
خطرہ ہے سب کی جانوں کو
اک خوف سا سب پہ چھایا ہے
چہرہ چہرہ مرجھایا ہے
کیوں دنیا میں اندھیرا ہے؟
کیوں ظلم نے سب کو گھیرا ہے؟
آواز یہ 'دل' سے آتی ہے
راز مجھے بتلاتی ہے
'دین' پہ چلنا چھوڑ دیا
'سنت' سے منہ موڑ لیا
'قرآن' سے رشتہ توڑ دیا
بس یہی ہے وجہ 'بربادی' کی
بس یہی ہے وجہ 'ناکامی' کی

❁❁❁

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت منتظم

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی ایک تقریر جو ریڈیو پاکستان لاہور کے پروگرام "خیر البشر ﷺ" کے سلسلے میں 7 ربیع الاوّل 1399ھ کو نشر ہوئی۔ خصوصی اہمیت کے پیشِ نظر اس کو قارئین ندائے خلافت کے لیے شائع کیا جا رہا ہے

ہمارا ایمان ہے کہ نبی اکرم ﷺ صرف ایک نبی ہی نہیں "خاتم النبیین" ہیں اور صرف ایک رسول ہی نہیں "آخر المرسلین" ہیں۔ ختم نبوت آپ ﷺ کا وہ امتیازی وصف ہے جس میں کوئی دوسرا نبی یا رسول آپؐ کا شریک و ہمسر نہیں۔ گویا اس اعتبار سے آپ ﷺ کی مبارک شخصیت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ یکتائی کا ایک پرتو بتمام و کمال موجود ہے۔ مزید برآں آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر نبوت ختم ہی نہیں ہوئی' مرتبۂ اِتمام و اکمال کو بھی پہنچی ہے اور آپؐ کی ذاتِ والا صفات پر رسالت کا سلسلہ منقطع ہی نہیں ہوا درجۂ تکمیل کو بھی پہنچا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس اٹل فیصلہ کا اظہار و اعلان .... کہ آپؐ پر نُورِ نبوت و رسالت کا اِتمام و اِکمال بھی ہو کر رہے گا اور نعمتِ شریعت و ہدایت کی تکمیل بھی .... زبانِ وحی سے بار بار ہوتا رہا۔ جیسے سورۃ الصف میں فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸﴾ "اللہ اپنے نُور کا اتمام فرما کر رہے گا خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو"۔

اور سورۃ التوبہ میں فرمایا: ﴿وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲﴾ "اللہ کو ہرگز منظور نہیں مگر یہ کہ وہ اپنے نُور کا اِتمام فرما کر رہے گا خواہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔"

اور اس پر آخری مہر تصدیق ثبت کر دی اس آیہ مبارکہ نے جو عین حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ (المائدۃ:3) "آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام فرما دیا۔"

اب اس پر غور فرمایئے کہ نفسِ نبوت اور ختم نبوت کے اعتبار سے نبی اکرم ﷺ کی بعثت اور بنابریں آپؐ کی شخصیت کے دو پہلو ہیں:

(1) نفسِ نبوت کی رعایت سے آپ ﷺ شاہد بھی تھے اور بشیر و نذیر بھی' بفحوائے الفاظِ قرآنی: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۴۵﴾ (الاحزاب) داعی بھی تھے اور مبلغ و مذکر بھی' معلم بھی تھے اور مربی و مزکی بھی .... اور اس اعتبار سے آپ ﷺ کی عظمت کا مظہر اتم وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جو آپؐ کی دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے ذریعے تیار ہوئے' جنہیں ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جن سے بہتر یا افضل کوئی جماعت اس زمین کی پشت پر اور اس آسمان کے نیچے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی' رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ اَجْمَعِيْنَ!

(2) اِتمام و اکمالِ نبوت و رسالت کے مقاصد کی تکمیل کے اعتبار سے آپ ﷺ نسل آدم کے عظیم ترین انقلابی رہنما' ہمہ گیر ترین اسلامی تحریک کے قائد' پاکیزہ ترین معاشرے اور عمدہ ترین تہذیب و ثقافت کے مؤسس' بہترین نظامِ حکومت کے بانی اور عدل و انصاف کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی نظامِ معیشت کے قائم کرنے والے ہیں .... اور ان تمام حیثیتوں سے آپ ﷺ کے کمالات کا مظہرِ جامع وہ نظامِ حیات ہے جو آپ ﷺ نے نوعِ انسانی کو صرف نظری طور پر ہی عنایت نہیں فرمایا بلکہ اپنی بہترین عملی و انتظامی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اسے ایک وسیع و عریض خطۂ ارضی پر بالفعل قائم فرما دیا اور اس طرح اس کا ایک کامل نمونہ عملاً پیش کر دیا تاکہ نوعِ انسانی پر ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حُجت بالغہ قائم ہو جائے اور محاسبۂ اُخروی کے موقع پر انسان یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اپنے اُلجھے ہوئے عمرانی عقدوں اور پیچ در پیچ سیاسی و معاشی مسائل کا کوئی متوازن اور معتدل حل دیا ہی نہیں گیا۔

یہ بات بادنیٰ تأمل سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اگرچہ آنحضور ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کے مقدم الذکر پہلو کے اعتبار سے بھی حکمتِ تامّہ کی بھی ضرورت تھی اور بصیرتِ کاملہ کی بھی' بالخصوص نفسیاتِ انسانی کا گہرا فہم تو اس کے ضمن میں لازمی و لابدی اہمیت کا حامل ہے' لیکن بعثتِ محمدی ﷺ کا مؤخر الذکر پہلو تو ان سے بھی بڑھ کر اجتماعیاتِ انسانی کے ضمن میں گہری بصیرت اور اعلیٰ ترین انتظامی صلاحیتوں کا متقاضی تھا' جن کے بغیر اس میدان میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا جا سکتا' کجا یہ کہ کامیابی کے آخری مراحل سے ہم کنار ہوا جا سکے! اور واقعہ یہ ہے کہ سیرتِ محمدی ﷺ کا یہ پہلو اس درجہ روشن و تابناک ہے کہ اَغیار و اَعداء کو بھی اپنی تمام تر کورچشمی اور بد باطنی کے باوصف پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتا رہا ہے! چنانچہ ایچ جی ویلز ہو یا سر ولیم میور' ٹائن بی ہو یا پروفیسر منٹگمری واٹ' سب نے آنحضور ﷺ کے حسنِ تدبر و معاملہ فہمی' دور اندیشی و پیش بینی اور حسنِ تدبیر و حسنِ انتظام کو بھرپور خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔ اگرچہ یہ سعادت تو صرف دورِ حاضر کے ایک امریکی مصنف مائیکل ہارٹ کے حصے میں آنے والی تھی کہ وہ آنحضور ﷺ کی عظمت کے دونوں پہلوؤں کو مساوی طور پر خراجِ تحسین ادا کرتا' بایں طور کہ اس نے اپنی تصنیف "THE 100" یعنی "نسل انسانی کے سو عظیم ترین افراد" میں آنحضور ﷺ کو سرفہرست رکھا ہے اس دلیل کے ساتھ کہ:

" He was the only man in history who was supermely successful on both the religious and secular levels."

یعنی آپ ﷺ دینی و روحانی اور دنیوی و سیاسی جملہ اعتبارات سے نسلِ انسانی کے کامیاب ترین فرد ہیں! واضح رہے کہ ان آراء کا تذکرہ صرف اس عربی مقولے کے پیشِ نظر کیا جا رہا ہے کہ "الفضل ما شھدت به الاعداء" یعنی اصل فضیلت وہ ہے جس کی گواہی دشمن دیں' ورنہ ان لوگوں کے یہ اقوال نہ ہمارے لیے کسی بھی درجے میں سند ہیں' نہ آنحضور ﷺ کی عظمت کسی درجے میں ان کی محتاج ہے۔ الغرض آنحضور ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کے مؤخر الذکر تکمیلی و اتمامی پہلو میں آپؐ کی تنظیمی و انتظامی صلاحیتوں کا ظہور بتمام و کمال ہوا۔

مثل مشہور ہے "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت و شخصیت میں بھی تنظیمی و انتظامی صلاحیتوں کا ظہور شروع ہی سے ہو گیا تھا۔ تجارت اور کاروبار کے ضمن میں ان کا اظہار جس شان و شوکت سے ہوا وہ تو اظہر من الشمس ہے ہی' اس لیے کہ یہ اسی کی بنا پر ہوا کہ ایک جانب قوم نے آپ ﷺ کو "الصّادق" اور "الامین" کا خطاب دیا اور دوسری جانب آپؐ ہی کی طرح قوم سے "الطاہرہ" کے خطاب کی صورت میں اپنی پاک دامنی اور حسنِ اخلاق کا لوہا منوا لینے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے پیغامِ نکاح

موصول ہوا۔ تجارت کے علاوہ دوسرے قومی معاملات میں بھی قبل از آغازِ وحی آپ ﷺ کے حسنِ تدبیر اور حسنِ انتظام کی اعلیٰ صلاحیتوں کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہا۔ مثلاً یہ کہ ''حِلف الفضول'' کے ذریعے آپ ﷺ نے قوم کے ایسے صالح نوجوانوں کو منظم کرنے کی سعی فرمائی جو ظالم کا ہاتھ روکنے اور مظلوم کی مدد کرنے کے لیے جان و مال کی بازی لگانے کا حلف اٹھائیں اور کعبہ مشرفہ کی تعمیرِ نو کے دوران حجرِ اسود کو نصب کرنے کے موقع پر جس خون خرابے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا وہ صرف آپ ﷺ کے حسنِ تدبر و حسنِ انتظام کی بدولت ٹل سکا۔

آغازِ وحی کے بعد سے ہجرت تک کے زمانے میں اگرچہ مجموعی طور پر آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کے بعض دوسرے پہلو جو دعوت و تبلیغ اور تزکیہ و تربیت سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے زیادہ نمایاں رہے، تاہم اس دوران میں بھی ایک جانب تو حسنِ انتظام کا ظہور دعوت و تبلیغ کے لیے اختیار کیے جانے والے طریقوں اور ذریعوں کے ضمن میں ہوتا رہا، جیسے ﴿وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾﴾ (الشعراء) ''خبردار کیجیے اپنے قریبی عزیزوں کو'' کے حکمِ ربانی پر عمل کے سلسلے میں دو بار دعوتِ طعام کا اہتمام اور ﴿فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ﴾ (الحجر: 94) ''اب ڈنکے کی چوٹ کہیے جس کا حکم آپ کو دیا گیا ہے!'' کے حکمِ خداوندی کے ضمن میں قوم کو جمع کرنے کے لیے عمدہ ترین انتظامی تدبیر یعنی کوہِ صفا پر چڑھ کر ''واصباحاہ'' کا نعرہ لگانا! وَقِسۡ عَلٰی ذٰلِکَ ...... اور دوسری طرف اسی دعوتی و تبلیغی سرگرمی کے بالکل متوازی اور پہلو بہ پہلو آپ ﷺ کی تنظیمی استعداد بھی بھرپور طور پر مسلسل بروئے کار رہی، جس کے نتیجے میں آپؐ نے دعوت و تبلیغ کے ذریعے جو انسانی مواد (human material) جمع کیا اُس نے بدھ مت کے بھکشوؤں کے مانند فقیروں اور درویشوں کے ایک انبوہ کے بجائے ''اعلاءِ کلمۃ اللہ'' اور ''اظہارِ دینِ حق'' کے لیے جان لڑا دینے والوں کی ایک ایسی منظم جماعت کی صورت اختیار کی جس نے مدنی دور میں ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ﴿۴﴾﴾ (الصف) ''اللہ تو محبت کرتا ہے اُن سے جو اُس کی راہ میں جنگ کریں ایسی صفیں باندھ کر گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں!'' کی عملی تفسیر بن کر دکھا دیا۔ یہ تنظیم ظاہر ہے کہ کسی ایسے ناظم یا منتظم کے بغیر ممکن نہیں ہے جس میں تنظیمی و انتظامی صلاحیتیں درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہوں ...... اور یہ ناظم اور منتظم ظاہر ہے کہ آنحضور ﷺ ہی تھے!

حیاتِ طیبہ کے مکی دور کے وسط میں تعذیب و تشدد (persecution) کے شدت اختیار کرنے پر اہلِ ایمان کو ارضِ حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت بھی آپ ﷺ کے حسنِ انتظام کا شاہکار ہے۔ اور پھر ہجرتِ مدینہ منورہ کے موقع پر بھی اس عظیم نقل مکانی کو اس طور سے منظم کرنا کہ جماعت المسلمین کے اکثر افراد کو اپنے سامنے مدینہ روانہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے آخر میں رختِ سفر باندھا، جس کے نتیجے میں سفرِ ہجرت نے ایک منظم نقل و حرکت کی صورت اختیار کر لی نہ کہ کسی بھگدڑ یا فرار کی ...... یہ پوری صورت حال بھی بلاشبہ ایک عظیم تنظیمی و انتظامی استعداد کی مظہرِ اتم ہے!

رہا مدنی دور تو اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا بلاشبہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، اس لیے کہ ان دس سالوں کے دوران آنحضور ﷺ کے حسنِ تدبر و معاملہ فہمی، دور اندیشی و پیش بینی، ترتیب و تنظیم اور انتظام و انصرام کے ایک دو نہیں سینکڑوں اور ہزاروں مظاہر سامنے آتے ہیں، جن پر مؤرخین اور محققین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں، بڑے سے بڑے مدبر و سیاستدان دنگ رہ جاتے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ ناظم اور منتظم حیران و ششدر رہ جاتے ہیں کہ ایک فردِ واحد میں اتنے محاسن و کمالات کا اجتماع، ہر جہت اور ہر پہلو سے حسنِ تدبیر و تدبر اور حسنِ تنظیم و انتظام کا مظہرِ اتم! پھر لطف یہ کہ حیاتِ انسانی کے کسی ایک ایسے گوشے کا تعین ممکن ہی نہیں جس کے بارے میں یہ کہا جا سکے کہ اس میں آنحضور ﷺ کے حسنِ انتظام کا ظہور دوسرے گوشوں سے زیادہ ہوا ہے۔ گویا بات صدفی صد وہی ہے کہ ؎

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جا ست!

مسلمانوں کا جو اجتماعی نظام نبی اکرم ﷺ نے قائم فرمایا اور اس میں نظم و تنظیم کو جو اہمیت آپؐ نے دی، اس کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ آپؐ نے عبادات کے نظام کو بھی ایک اجتماعی نظم کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ یہاں تک کہ نماز کے بارے میں شدید تاکید فرما دی کہ اسے باجماعت ادا کیا جائے، خواہ سفر ہو خواہ حضر اسے کسی صورت ترک نہ کیا جائے۔ چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے ایک روایت تو حضرت ابوسعید خدری ؓ سے یہ نقل فرمائی کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو لازماً امیر بنا لیا جائے۔'' اور دوسری روایت حضرت ابوالدرداء ؓ سے نقل فرمائی کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''اگر کسی بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور پھر وہ نماز باجماعت کا نظام قائم نہ کریں تو ان پر شیطان لازماً مسلط ہو کر رہے گا۔ سنو! جماعت سے وابستہ رہو اس لیے کہ بھیڑیا ریوڑ سے علیحدہ رہنے والی بھیڑ کو ضرور ہڑپ کر جاتا ہے!''

پھر اس نماز باجماعت میں آنحضور ﷺ کا ذوقِ ترتیب و تنظیم اسے برداشت نہ کر سکتا تھا کہ صف ٹیڑھی ہو اس لیے کہ صفوں کی کجی بھی جذبِ اندروں کے فقدان کی غمازی کرتی ہے، لہٰذا تکبیرِ تحریمہ سے قبل آپ ﷺ کی نوائے شیریں بلاناغہ بلند ہوتی تھی:

((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) (متفق علیہ)

''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، اس لیے کہ صفوں کو سیدھا کرنا بھی اقامتِ صلوٰۃ کے آداب میں سے ہے!!''

مسلمانوں کی حیاتِ ملّی کے اس اساسی اور بنیادی شعبے یعنی عبادات میں، جس میں بالعموم اجتماعیت پر انفرادیت مقدم رہتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے نظم و تنظیم کو اس درجہ اہمیت دی ہے تو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حیاتِ اجتماعی کے دوسرے شعبوں میں انتظام و انصرام کا عالم کیا ہو گا! ع ''قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا!''

مدینہ منورہ کی چھوٹی سی شہری اسلامی ریاست کا چارج سنبھالنے کے فوراً بعد معاشرے کی تنظیمِ نو اور دفاعی انتظامات کا جو اہتمام رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ملّی و ملکی سطح پر حکومت و ریاست کے معاملات کے ضمن میں آپؐ کے حسنِ انتظام کی نہایت اعلیٰ مثال ہے۔ چنانچہ ایک جانب آپ ﷺ نے یہود سے معاہدے کر کے مدینہ کے دفاع کا انتظام فرمایا اور دوسری جانب مہاجرین اور انصار میں مؤاخات یعنی بھائی چارے کے ذریعے معاشرے کی تنظیمِ نو کا اہتمام کیا۔ اور یہ بات بادنیٰ تامل سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ان دونوں معاملات میں ادنیٰ سی چوک یا ذرا سی تاخیر بھی آئندہ حالات و واقعات کے رخ کو بالکل بدل کر رکھ سکتی تھی۔ اور کسی بھی مدبر یا منتظم کے لیے وقت کے تقاضوں کو بروقت سمجھ کر ان کے لیے مناسب انتظام کر لینے ہی میں کامیابی کا راز مضمر ہوتا ہے!

مدنی دور کے ابتدائی آٹھ سال کے اکثر و بیشتر حصے کے دوران مسلح تصادم کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے ضمن میں بھی جہاں آنحضور ﷺ کی دور اندیشی اور معاملہ فہمی کے شاہکار مسلسل سامنے آتے ہیں اور آپ کی

حکمتِ حربی' مہارتِ جنگ اور سپہ سالارانہ صلاحیتوں کا اظہار ایسے پُرشکوہ انداز میں ہوتا ہے کہ دوست دشمن سب مرحبا کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں' وہاں فوجوں کی ترتیب و تنظیم' رسد کا اہتمام و انصرام' چھاپہ مار دستوں کی برموقع ترسیل اور دشمن کی ہر ممکن چال کو ناکام بنانے کے لیے پیش بندی کے ضمن میں آپ ﷺ کی انتظامی صلاحیتوں کا ظہور بھی بتمام وکمال ہوتا رہا۔ تا آنکہ 8ھ میں فتح مکہ اور معرکہ حنین کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو عرب پر فیصلہ کُن غلبہ عطا فرما دیا اور اَطراف و اَکنافِ عرب سے تمام قبائل کے وفود نے مدینہ منورہ حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی' گویا ﴿وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴾ (النصر) کا سماں بندھ گیا تب آپؐ کی انتظامی صلاحیتیں پورے طور پر بروئے کار آئیں اور پورے جزیرہ نمائے عرب میں وہ نظام قائم ہوا جس کی داغ بیل تو آنحضور ﷺ نے بنفسِ نفیس اپنی حیاتِ دُنیوی کے آخری دو سال کے دوران ڈال دی تھی' لیکن جس پر نظامِ اسلامی کا قصرِ عظیم اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ دورانِ خلافتِ راشدہ تعمیر ہوا۔

اس انتظام و انصرامِ مملکت اسلامی کے ضمن میں وُلاۃ وعُمال کا تقرر بھی شامل تھا' ائمہ ومؤذنین کی تقرری بھی شامل تھی' محصّلینِ زکوٰۃ و جزیہ کی نامزدگی بھی تھی' جنگوں کا انسداد بھی تھا' غیر قوموں سے گفت وشنید اور صلح و مصالحت کے معاملات بھی تھے' انسدادِ جرائم اور اقامتِ حدود و اجرائے تعزیرات کا نظام بھی تھا۔ حُکام وعمال اور محصّلینِ زکوٰۃ وفدیہ کی خبر گیری اور احتساب کا سلسلہ بھی تھا اور ان سب کے ساتھ ساتھ تھا قیامِ حکومتِ اسلامی کا اصل اور اوّلین مقصد یعنی تبلیغ و دعوتِ دین' تربیت و اصلاحِ عوام اور تعلیم و تلقین شریعت!! اور یہ سب کچھ تو تھا اندرونِ ملکِ عرب' اس پر مستزاد تھیں آنحضور ﷺ کی بعثتِ عمومی ﴿کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا﴾ (سبا: 28) کی ذِمہ داریوں کے ذیل میں آپؐ کی مصروفیات' یعنی تحریر دعوت نامہ ہائے مبارک اور ترسیل وفود۔ اور چونکہ ان کے ضمن میں آغاز ہو گیا سلطنتِ روما کے ساتھ عسکری تصادم کا' لہٰذا ترتیب و تنظیم جیوش' جس کے ضمن میں اوّلاً پیش آیا غزوۂ مُوتہ' ثانیاً سفر تبوک اور ثالثاً تیار ہوا جیشِ اُسامہ' جو روانگی کے لیے تیار ہی تھا کہ آنحضور ﷺ نے اس جہانِ فانی سے کوچ کیا اور رفیق اعلیٰ کی جانب مراجعت اختیار فرمالی۔ فصلّی اللہ علیہ وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا وفداہ آباؤنا واُمھاتنا!

عقلیں دنگ ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اپنی حیاتِ دُنیوی کے آخری دو سال کتنی متنوع اور گوناگوں مصروفیات میں بسر کیے اور پھر یہ کہ آج تک کوئی نہیں کہہ سکا کہ فلاں معاملے میں انتظامی اعتبار سے آنحضور ﷺ سے کسی غلطی کا صدور ہو گیا تھا۔ ﴿فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾﴾ (الملک) ''ذرا نظر دوڑاؤ تو 'کوئی خامی نظر آتی ہے؟ پھر بار بار اچھی طرح دیکھو' تمہاری نگاہ تھک ہار کر واپس آ جائے گی اور کسی پہلو سے کسی غلطی کی نشاندہی تم نہ کر سکو گے!''

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربِ العالمین OO

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(15 تا 18 ستمبر 2022ء)

جمعرات (15 ستمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر نائب امیر کے ہمراہ شعبہ نشر و اشاعت اور نظامت کے ذمہ داران سے میٹنگز کیں۔ بعد ازاں ایک تنظیم کے ذمہ دار سے ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب مرکز کے ایک تنظیمی ساتھی کے بیٹے کی حفظ قرآن کی تکمیل کے حوالہ سے مختصر تقریب میں گفتگو کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض خورشید انجم صاحب نے ادا کیے۔

جمعہ (16 ستمبر) قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں طے شدہ پروگرام کے مطابق حلقہ گوجرانوالہ کے تنظیمی دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ شام تقریباً 07:15 بجے کامونکی پہنچے۔ وہاں پر مقامی اسرہ کے رفقاء کا تعارف ہوا۔ بعد نماز عشاء 08:45 بجے دابو میرج ہال میں ''استحکام پاکستان اور نفاذ دین'' کے موضوع پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا، جس میں اندازاً 300 افراد نے شرکت کی۔ اس کے بعد مقامی اسرہ کے نقیب زمان باجوہ کی رہائش گاہ پر حلقہ قرآنی کے احباب، اسلامی جمعیت طلبہ کے نوجوانوں اور مقامی لوگوں سے مختصر ملاقات کی۔ اس کے بعد گھریلو افراد سے بچوں سمیت ملاقات کی۔

ہفتہ (17 ستمبر) کو بعد نماز فجر مقامی مسجد (کامونکی) میں درس قرآن دیا۔ 07:30 بجے ناشتے پر مختلف مکاتب فکر کے 8 علماء کرام سے ملاقات کی، جس میں رفقاء و احباب بھی موجود تھے۔ 08:20 پر گوجرانوالہ کے لیے روانگی ہوئی۔ 09:00 بجے مسجد نمرہ گوجرانوالہ میں امیر حلقہ نے حلقہ کا مختصر تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ پھر مبتدی رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی، جس میں بہت سے احباب بھی شریک ہوئے۔ اس کے بعد ملتزم رفقاء سے بیعت کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پروگرام 11:30 بجے تک جاری رہا۔ 11:45 بجے حلقہ، مقامی تناظیم اور منفرد اسرہ جات کے ذمہ داران، معاونین اور نقباء سے خصوصی تعارفی نشست ہوئی۔ اس کے بعد سوال وجواب بھی ہوئے۔ نماز ظہر سے قبل پروگرام کا اختتام ہوا۔ کچھ دیر آرام کے بعد امیر حلقہ کے مشیر اور بزرگ رفیق سرفراز چیمہ کے گھر قریبی گاؤں چک دادن گئے۔ بعد نماز عصر منڈی بہاؤالدین کے لیے روانگی ہوئی۔ راستہ میں نماز مغرب ادا کی۔ پھالیہ پہنچ کر مقامی امیر ڈاکٹر مشتاق احمد کے ہاں عشائیہ میں شرکت کی۔ انمول میرج ہال منڈی بہاؤالدین کی مسجد میں نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ''پاکستان میں جاری تباہی کے اسباب اور حل'' کے موضوع پر میرج ہال میں تقریباً سوا گھنٹہ خطاب عام کیا، جس میں تقریباً تین سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ یہاں سے فراغت کے فوراً بعد گجرات روانگی ہوئی۔ رات 12:00 بجے گجرات کے نقیب اسرہ (محمد رفیق راشدی صاحب) کے گھر پہنچ کر قیام کیا۔

اتوار (18 ستمبر) کو بعد نماز فجر قریبی بلال مسجد میں درس قرآن دیا، جس میں 200 کے قریب افراد نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد قریبی دار العلوم میں شیخ الحدیث، علماء اور اساتذہ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد سیالکوٹ کے لیے روانگی ہوئی جہاں پر بزنس اینڈ کامرس سینٹر میں ''ہمارے قومی مسائل کا حل: اجتماعی توجہ'' کے عنوان سے خطاب کیا، جس میں تقریباً تین سو مرد وخواتین نے شرکت کی۔ اختتام پر سوال جواب کی نشست ہوئی۔ یہاں سے فراغت کے بعد سیالکوٹ کے نقیب اسرہ عادل قریشی کے گھر ظہرانہ میں شرکت کی۔ اس تنظیمی دورہ کے دوران نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون اور امیر حلقہ بھی ہمراہ رہے۔ بعد ازاں اندازاً 2:15 بجے لاہور اور یہاں سے شام 5 بجے کراچی واپسی ہوئی۔

ہمارے قانون ساز اداروں اور پارلیمنٹ کے پاس صلاحیت اور قابلیت کی بہت کمی ہے جس کی وجہ سے بیوروکریٹس اور این جی اوز انہیں ڈکٹیٹ کر کے بیرونی ایجنڈے کے مطابق ٹرانسجینڈر ایکٹ جیسے قوانین پاس کروا لیتی ہیں: رضاء الحق

ٹرانسجینڈر ایکٹ ہمارے معاشرتی نظام کو تباہ کرنے اور ہم جنس پرستی جیسے بڑے جرائم کے پھیلاؤ کا باعث ہے: ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

ٹرانسجینڈر کے مسئلہ سے نمٹنے کے لیے اصولی طور پر ایک میڈیکل بورڈ ہونا چاہیے جو طے کرے کہ کون مرد ہے، کون عورت ہے: ڈاکٹر ظفر چودھری

ٹرانسجینڈر قانون: اصل ایجنڈا کیا ہے؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: ڈاکٹر حبیب اسلم

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: مغرب ٹرانسجینڈر کی کیا تعریف کرتا ہے اور پاکستان میں قانون بعنوان ”ٹرانسجینڈر کے حقوق“ کا اس سے کیا تعلق ہے؟

رضاء الحق: 24 مئی 2018ء کو ٹرانسجینڈر ایکٹ کے نام سے پاکستان کا قانون بن گیا۔ اس قانون میں ٹرانسجینڈر کا لفظ استعمال کیا گیا۔ پہلے تو اس کا مفہوم سمجھ لیتے ہیں۔ ٹرانسجینڈر ایک مغربی اصطلاح ہے۔ مغرب میں سیکس (جنس) کو جینڈر (صنف) سے گزشتہ پچاس ساٹھ سالوں کے دوران الگ تصور کر لیا تھا جو کہ بہت بڑی خیانت اور دجل ہے۔ اس بے ہودگی کی اصل وجہ آج ہم ٹرانسجینڈر ایکٹ کے نام سے دیکھ رہے ہیں۔ امریکی سائیکالوجیکل ایسوسی ایشن کے مطابق ٹرانسجینڈر ایک وسیع المعانی Term ہے جس کے مطابق اگر کوئی مرد یا عورت اپنی پیدائش کے وقت کی جنس سے مختلف جنس کے طور پر اپنی شناخت کرواتا/کرواتی اور اس کا اظہار کرتا/کرتی ہے اور اُس کا جنسی میلان بھی اُس کی پیدائش کی جنس سے مختلف ہے تو اُس کو اس کا پورا اختیار حاصل ہے۔ سادہ سی بات یہ ہے کہ مرد کو اپنی مرضی سے عورت اور عورت کو اپنی مرضی کے مطابق مرد بننے، اُس کے مطابق اپنی شناخت کروانے اور اُس کا اظہار کرنے کی کھلی چھٹی دی گئی چاہے وہ پیدائشی طور پر کسی بھی جنس سے تعلق رکھتا یا رکھتی ہو۔ اس میں ایک اہم بات اور سمجھ لیں کہ ٹرانسجینڈر ایکٹ میں انٹرسیکس کو بھی اس تعریف میں شامل کر دیا گیا ہے جو کہ دوسری بددیانتی ہے۔ یہ +LGBTQI کے مغربی ایجنڈا کو آگے بڑھانے کی ایک کوشش ہے۔ +LGBTQI والوں نے تو انگریزی حروفِ تہجی کے A سے لے کر Z تک تمام حروف استعمال کر لیے ہیں اور وہ بھی کم پڑ گئے، اسی لیے + استعمال کرنا پڑا۔ جہاں تک انٹرسیکس کا تعلق ہے تو اُس سے مراد کوئی بھی ایسا فرد ہے جس کی پیدائش کے وقت جنس کا میڈیکلی تعین ممکن نہ ہو، یعنی ابہام ہو۔ یہ صنف نہیں، پیدائش کے وقت جنس کی بنیاد پر بات کی جاتی ہے۔ ایک فرد کی شناخت پیدائش کے وقت مرد کے طور پر ہوئی ہو لیکن بعد میں اس نے محسوس کیا کہ اس میں عورتوں والی فیلنگز ہیں تو وہ اس قانون کے تحت خود کو عورت باور کروا سکتا ہے اور قانون میں بھی اس کو عورت ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح ایک عورت پیدائش کے وقت عورت تھی لیکن بعد میں اس نے محسوس کیا کہ اس میں مردوں والی فیلنگز ہیں تو وہ خود کو مرد ڈکلیئر کر سکتی ہے اور قانون اس کی مردانہ شناخت کو تحفظ دے گا۔ اس لحاظ سے اب یہ بات بہت مضحکہ خیز ہو چکی ہے۔ اصل میں پچاس سال پہلے تک سیکس اور جینڈر کو ایک ہی چیز سمجھا جاتا تھا لیکن جب مغرب ہیومنزم اور پھر لبرل ازم کے بعد فیمنزم میں داخل ہونا شروع ہوا اور خاص طور پر فیمنزم کی تیسری لہر (1980ء کی دہائی) کے بعد صنفی شناخت، جینڈر ایکسپریشن وغیرہ جیسی اصطلاحیں سامنے آنا شروع ہوئیں تو ان کے ذریعے یہ کہا گیا کہ سیکس (جنس) اور جینڈر (صنف) دو مختلف چیزیں ہیں۔ لہٰذا موجودہ بل میں ٹرانسجینڈر اور انٹرسیکس کو مکس کر دیا گیا ہے حالانکہ مغرب میں یہ دونوں چیزیں علیحدہ ہیں۔ ان کے نزدیک LGBTQI میں انٹرسیکس ”I“ ہے جبکہ ٹرانسجینڈر ”T“ ہے۔ انٹرسیکس اصل میں وہ ہیں جن میں پیدائشی طور پر کوئی جنسی خرابی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی شناخت کلیئر نہیں ہوتی کہ وہ مرد ہیں یا عورت۔ لیکن مغرب نے LGBTQI میں دوسرے بھی کئی اصناف کو شامل کر دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مغرب ہمارا معاشرتی نظام تباہ کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ مرد یا عورت کسی بھی وقت اپنی صنفی شناخت تبدیل کر سکتا ہے۔ یہ آزادی کے نام پر ایک شیطانی ایجنڈا پروان چڑھ رہا ہے جس سے ہمارا معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔

سوال: اس قانون کی کون سی شقوں پر بنیادی اعتراض اٹھایا جا رہا ہے؟

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر: سب سے پہلے تو انہوں نے اس قانون کا نام رکھا ہے: ٹرانسجینڈر پروٹیکٹ پرسنز ایکٹ جبکہ اس میں انہوں نے ٹرانسجینڈر کی تعریف ہی غلط کی ہے۔ اس کی تعریف میں انہوں نے پہلے انٹرسیکس لکھا اور پھر آگے بریکٹ میں لفظ ”کھسرا“ لکھ دیا ہے اور اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے: with mixture of male and female genital features. یعنی جس کی شناخت فزیکل بنیادوں پر کلیئر نہیں ہے کہ وہ مرد ہے یا عورت ہے۔ اب لفظ ”کھسرا“ کے معنی اردو لغات میں نہیں ملتے، عربی میں اس کے معنی ہیں ”خنثیٰ“ جبکہ فارسی میں اس کے لیے لفظ دوجنسہ ہے۔ دوسری شق میں انہوں نے لفظ ”یونخ“ ایسے شخص کے لیے استعمال کیا ہے جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ پیدائشی طور پر وہ مرد تھا لیکن بعد میں اس کو خسی کر دیا گیا۔ اس کے لیے بھی انہوں نے ٹرانسجینڈر مین اور ٹرانسجینڈر وومن کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کا ترجمہ کیا ہے خواجہ سرا۔ حالانکہ

خواجہ سرا اس معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد خسی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ہمارے معاشرے میں نہ تو خواجہ سرا ہے اور نہ ہی ہیجڑا پایا جاتا ہے کیونکہ وہ بادشاہوں کا ایک کلچر تھا وہاں مردوں کو خسی کیا جاتا تھا۔ البتہ ہمارے ہاں انٹرسیکس افراد ضرور پائے جاتے ہیں جن کے لیے دوجنسہ کا لفظ استعمال ہونا چاہیے۔ اسی طرح انہوں نے ٹرانسجینڈر مرد اور ٹرانسجینڈر عورت کے حوالے سے لکھا کہ Any person whose gender: indentity or gender expression. یعنی وہ شناخت اور رجحان میں فرق کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ایک ٹرانسجینڈر شناخت ہے اور ایک ٹرانسجینڈر رجحان ہے۔ مثال کے طور پر ایک فرد پیدائش کے وقت مرد تھا لیکن بعد میں اس نے اپنی مرضی، خواہش یا کسی نفسیاتی مسئلے کی وجہ سے عورت ڈکلیئر کر دیا تو یہ قانون اس کو بھی ٹرانسجینڈر قرار دیتا ہے۔ پھر اس بل میں وہ کہتے ہیں کہ خواجہ سراؤں اور ہیجڑوں کو ان کے حقوق نہیں مل رہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انٹرسیکس افراد کو جائز حقوق ملنے چاہئیں لیکن ہمارا اعتراض یہ ہے کہ بنیادی طور پر یہ قانون ان کے لیے بنایا ہی نہیں گیا بلکہ یہ کسی اور مقصد کے لیے بنایا گیا ہے جس کا اظہار خود خواجہ سرا بھی کر رہے ہیں کہ ان کے حقوق کے نام پر کھیل کچھ اور کھیلا جا رہا ہے۔ حقیقت میں یہ قانون ٹرانسجینڈر کو نوازنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ حالانکہ یونخ تو مرد ہوتا ہے اُس کو مردوں کے حقوق کے علاوہ اور کون سے حقوق چاہئیں؟

ہمارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس قانون میں مرد کو عورت اور عورت کو مرد بننے کی اجازت دی گئی ہے۔ یعنی جب کوئی مرد چاہے تو خود کو عورت قرار دے لے اور جب کوئی عورت چاہے تو مردوں والی شناخت حاصل کر لے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ جو پیدائشی طور پر مرد ہے تو اس کو مرد ہی کہنا چاہیے اور پیدائشی عورتوں کو مرد کی شناخت نہیں دینی چاہیے کیونکہ اس طرح معاشرے میں ہم جنس پرستی کے گندے جراثیم پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اسلامی شریعت اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتی کہ کوئی مرد عورتوں جیسا بننے کی کوشش کرے یا کوئی عورت مردوں جیسا بننے کی کوشش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لعن اللہ مخنثین من الرجال والمترجلات من النساء)) ”نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔“

چونکہ آج سائنس کی ترقی کی وجہ سے بات بہت آگے نکل چکی ہے، اب صرف اظہار یا کپڑے یا بال بدلنے تک بات محدود نہیں رہی بلکہ اب تو اعضاء تک تبدیل کر کے اللہ کی تخلیق کو بدلا جاتا ہے۔ سورۃ النساء میں اس کے لیے بڑے سخت الفاظ آئے ہیں۔ فرمایا:

﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ﴾ (النساء:119)

”اور میں انہیں حکم دوں گا تو (اس کی تعمیل میں) وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔“

جو اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ بنیادی طور پر شیطانی ایجنڈے کے اوپر چل رہا ہے کیونکہ شیطان نے یہ کہا تھا کہ میں یہ کام انسانوں سے کرواؤں گا کہ وہ اللہ کی تخلیق پر راضی نہ ہوں۔

> ٹرانسجینڈر ملحد قسم کے لوگوں کے نظریات کا سہارا لیتے ہیں بلکہ ایک ویڈیو میں باقاعدہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ جس شخص کے یہ افکار و نظریات ہوں وہ اسلامی معاشرے میں فتنہ و فساد کے سوا کیا پھیلائے گا؟

رضاء الحق: اس قانون کے سیکشن 5 کی شق 7 میں وراثت کی بات کی گئی ہے۔ یعنی اگر کوئی عورت خود کو مرد ظاہر کرے تو اس قانون کے مطابق اس کو وراثت میں اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا مرد کو ملنا چاہیے۔ اسی طرح اس قانون کے مطابق اگر کوئی فرد 18 سال سے اوپر کا ہے اور وہ خود کو نہ مرد سمجھتا ہے اور نہ عورت تو اس کو مرد اور عورت کے وراثت میں حصوں کا ایوریج حصہ دیا جائے گا۔ یہ کئی چیزیں شریعت کے خلاف ہیں۔

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر: اگر غور کریں تو یہ ٹرانسجینڈر کا قانون لاجیکل بھی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مرد پیدا ہوا لیکن وہ محسوس کرتا ہے کہ اس میں عورت والی فیلنگز ہیں تو وہ خود کو عورت کیوں نہ ڈکلیئر کرے۔ اس کے لیے وہ ملحد قسم کے لوگوں کے نظریات کا سہارا لیتے ہیں۔ اب جس شخص کے یہ افکار و نظریات ہوں وہ اسلامی معاشرے میں شر کے سوا کیا پھیلائے گا۔ پھر وہ اس کو برصغیر کے کلچر کے ساتھ بھی جوڑتے ہیں کہ ہمارا سارا کلچر ایسا رہا ہے تو ہم اپنے کلچر سے کیسے علیحدہ رہ سکتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ اسلام سے دوبارہ جاہلیت کی طرف جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ مغرب میں اگر کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں جانور ہوں، بلی ہوں، یا کوئی دوسرا جانور ہوں تو اس کو وہ نفسیاتی مریض سمجھتے ہیں اور اس کا علاج کرتے ہیں لیکن ٹرانسجینڈر کو وہ نفسیاتی مریض نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اس کو ضرور مریض سمجھنا چاہیے۔

سوال: مغرب میں جو انسانی حقوق کی تحریکیں اٹھی ہیں ان کا پس منظر یہ تھا کہ وہاں مذہب کے نام پر معاشرے پر ظلم جاری تھا۔ پھر جب وہ مسلم یونیورسٹیز سے علم حاصل کر کے گئے تو ظلم و جبر کے خلاف تحریک اُٹھی۔ پھر سائنس اور سوشل سائنسز کا دور آیا۔ پھر مزدوروں کے حقوق کی تحریکیں اٹھی ہیں۔ ان سب تحریکوں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو مشرق میں مختلف انتہاپسندانہ رویے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس حوالے سے ہمارا معتدل رویہ کیا ہونا چاہیے؟

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر: جب کوئی تحریک چلتی ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد تو ہوتی ہے۔ کوئی نہ کوئی ظلم ہو رہا ہوتا ہے جس کے لیے لوگ آواز اٹھاتے ہیں۔ پہلے مغرب میں عورت کو ایک دوسرے درجے کی مخلوق سمجھا جاتا رہا کیونکہ وہ اپنے آپ کو گریک فلاسفی سے جوڑتے تھے اور گریک فلاسفی میں افلاطون اور ارسطو جیسے بڑے فلاسفر بھی عورت کو دوسرے درجے کی مخلوق قرار دیتے تھے۔ افلاطون نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر تم نے ایک بدترین اور شریر انسان کی طرح زندگی گزاری ہے تو اس کی سزا کے طور پر اگلے جنم میں تمہاری روح ایک عورت میں ڈال دی جاتی ہے۔ بہرحال وہاں عورت کے کوئی حقوق نہیں تھے چنانچہ وہاں ایک ردعمل پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے اب لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ عورتیں زیادہ حقوق لے گئی ہیں اور اب مردوں کے حقوق کی تحریک چلنی چاہیے۔ بہرحال انسان جب تک وحی کی روشنی کے مطابق اپنی زندگی نہیں گزارے گا تو انتہا پر ہی رہے گا اور اسی طرح ٹکریں مار مار کر کچھ حاصل کرلے تو کرلے گا لیکن نتیجہ میں معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔ معاشرے کو اعتدال میں لانے والی شے وحی کی تعلیم ہے۔ اب ٹرانسجینڈر کے معاملے میں بھی سارے فیمنسٹ ان کے خلاف ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پہلے مرد ہمارا حق مار رہے تھے اور اب ٹرانسجینڈر کو یہ راستہ دکھایا گیا ہے کہ وہ عورت بن کر ہمارا حق ماریں۔

سوال: ہمارے مذہبی طبقات کا رویہ اس بارے میں کیا ہونا چاہیے؟

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر: اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ہاں جو انٹرسیکس طبقہ ہے اس کے ساتھ کلچر کی وجہ سے ناانصافی ہوئی ہے۔ ہندوانہ کلچر کے اثرات کی وجہ سے ہم نے اس مظلوم طبقہ کو حقوق سے محروم کر دیا تھا اور ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں کیا جس کی وجہ سے پھر عریانی اور فحاشی اور گداگری جیسی برائیاں پیدا ہوئیں۔ حالانکہ دین کے احکامات ایسے نہیں تھے۔ اس کوتاہی میں مذہبی طبقہ، ریاست اور دوسرے سب طبقات شامل ہیں کیونکہ ان کے حقوق کے لیے جدوجہد کسی نے بھی نہیں کی۔ انٹرسیکس جو طبقہ ہے اس کو وراثت میں حصہ ضرور ملنا چاہیے۔ ان کے معاشی حقوق ہیں۔ پھر ان کو علاج معالجہ کی سہولت ملنی چاہیے تھی۔ یعنی ان کی غالب سائڈ کو دیکھتے ہوئے ان کی سرجری کر دی جاتی تو وہ مکمل مرد یا عورت بن جاتے اور معاشرے میں باعزت شہری بنتے۔ چنانچہ انٹرسیکس کے جائز حقوق کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن انٹرسیکس کے نام پر ٹرانسجینڈر کے ایجنڈے کو کیسے آگے بڑھایا جا رہا ہے؟ ایک اور مثال لے لیجیے کہ قانون میں کہا گیا ہے کہ ٹرانسجینڈر کے حوالے سے ہم کچھ discrimination کی اجازت نہیں دیں گے اور ان کو وراثت میں پورے حقوق ملیں گے۔ مثال کے طور پر ایک عورت پیدا ہوئی اب وہ کہتی ہے کہ میں نے بھائیوں جتنا حصہ لینا ہے تو میں اپنے آپ کو نادرا میں جا کر مرد لکھوا لوں تو میرا حصہ ڈبل ہو جائے گا۔ اس طرح تو معاشرے میں فساد پھیلے گا۔ پھر سب سے بڑی خرابی یہ آئے گی ہم جنس پرستی کا راستہ کھل جائے گا اور اس کو قانونی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ اگر کوئی لڑکی نادرا میں مرد لکھوا لیتی ہے تو اب وہ کسی لڑکی سے شادی کر سکتی ہے، اسی طرح کوئی مرد عورت بن کر کسی مرد سے شادی کرے گا تو قانونی طور پر اس خرابی کو روکنا ممکن نہیں ہوگا۔

رضاء الحق: اس قانون کے بننے کے بعد دو تین سالوں کے اندر اندر یعنی 2018ء سے لے کر 2021ء تک تقریباً 28723 افراد نے اپنی جنسی شناخت تبدیل کروانے کے لیے نادرا میں درخواستیں دیں۔ ان میں 16 ہزار سے زیادہ مرد اور 12 ہزار سے زیادہ خواتین شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پیدائشی طور پر مکمل مرد ہیں یا مکمل عورت ہیں لیکن وہ مرد سے عورت اور عورت سے مرد بننا چاہتے ہیں تو ہم جنس پرستی کا راستہ تو کھل گیا۔

سوال: کیا میڈیکل بورڈ بنانے سے ٹرانسجینڈر بل کا مسئلہ حل ہو جائے گا یا اس کی مشکلات میں اضافہ ہوگا؟

رضاء الحق: اس قانون کے حامی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر میڈیکل بورڈ بنایا جائے تو انٹرسیکس والوں کا استحصال ہوگا۔ پہلی بات یہ ہے کہ کسی مرد کو عورت اور عورت کو مرد بننے کا حق کسی مذہب میں نہیں ہے۔ جہاں تک انٹرسیکس کے لیے میڈیکل بورڈ سے استحصال کا دعویٰ ہے تو یاد رکھئے کہ ہم میڈیکل کے ذریعہ سے ہی انٹرسیکس کے لیے تعین کر سکتے ہیں۔ اصل میں قانون کا درست یا غلط استعمال ہونا الگ بات ہے اور قانون کی غلط عملداری علیحدہ بات ہے۔ یوں تو قتل کے مقدمات میں اگر رشوت لے کر کوئی ملزم کو چھوڑ دے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ پولیس اور عدالتوں کے اداروں کو بند کر دیا جائے۔ جرم کا تعین پھر بھی پولیس اور عدالت ہی کرے گی۔ اسی طرح جنس کا تعین میڈیکل بورڈ ہی کرے گا۔ یہ بات صرف انٹرسیکس کے لیے ہے۔

سوال: کیا مغربی معاشرے کی طرح ہمارے ہاں بھی تبدیلی جنس کا عمل شروع ہو چکا ہے؟

ڈاکٹر ظفر چودھری: بالکل! اس بل کے بعد کافی سارے لوگوں نے نادرا میں اپلائی کیا ہوا ہے کہ ہم مرد ہیں اور اب ہمیں عورت تسلیم کیا جائے اور عورتوں نے بھی کیا ہے کہ ہمیں مرد تسلیم کیا جائے۔

سوال: تبدیلی جنس کا فیصلہ میڈیکل بورڈ کو کرنا چاہیے یا کوئی بھی شخص خود سے اس کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے؟

ڈاکٹر ظفر چودھری: اصل میں سیکس بیالوجیکل بات ہوتی ہے کہ کروموسومز بتاتے ہیں کہ کوئی مرد ہے یا عورت۔ یہ جینڈر اصل میں سوشل کنسٹرکٹ ہے۔ اگر کوئی شخص خود اپنی مرضی سے مرد یا عورت بننے کا انتخاب کرتا ہے تو اس سے معاشرے میں بہت سی غلاظتیں پھیلتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مرد خود ساختہ عورت بن جائے تو وہ عورتوں کے کھیلوں میں حصہ لے گا، لیڈیز واش روم استعمال کرے گا، لڑائی جھگڑا ہو جائے تو اس کو گرفتار کیسے کیا جائے گا، کیونکہ فی میل پولیس فی میل کے لیے ہوتی ہے۔ اصولی طور پر اس کے لیے میڈیکل بورڈ ہونا چاہیے تا کہ اس حوالے سے کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو حل کیا جا سکے۔

سوال: ہمارے حکمرانوں اور پارلیمنٹ کے ممبران کا تبدیلی جنس جیسے بلوں پر کیا ردعمل ہونا چاہیے؟

رضاء الحق: اس حوالے سے ہماری پارلیمنٹ ربڑ سٹمپ بن چکی ہے۔ وہاں کوئی بھی بل پیش ہوتا ہے تو اس کو ہاں اور نہیں میں جواب حاصل کر کے پاس کر دیا جاتا ہے۔ یہ بل جب پیش ہوا تھا تو پوری اسمبلی میں صرف تین لوگوں نے اعتراض کیا تھا اور اکثریت کے مقابلے میں ان کی کیا حیثیت بنتی ہے۔ ہمارے ہاں معاشرتی قوانین میں منسٹری آف ہیومن رائٹس اہم کردار ادا کر رہی ہوتی ہے۔ ہمارے پارلیمنٹیرینز میں شاید قابلیت ہی نہیں ہے اور نہ ہی وہاں ٹرینڈ ہے کہ وہ اس طرح کے قوانین کو پڑھیں۔ دنیا میں پارلیمنٹ کے ممبر کے ساتھ ایک پوری ٹیم موجود ہوتی ہے جن میں قانونی ماہرین شامل ہوتے ہیں۔ جب کوئی بل پیش ہوتا ہے تو وہ اس کا پورا مطالعہ کر کے پارلیمنٹیرین کو مشورہ دیتے ہیں۔ ٹرانسجینڈر بل 2018ء میں پاس ہوا لیکن تین سال قبل ہی اس پر کام شروع ہو چکا تھا۔ کسی نے اس پر توجہ نہیں دی کہ یہ بل اصل میں ہے کیا؟ پھر ہماری بڑی سیاسی جماعتوں کے سارے اراکین نے اس کے حق میں ووٹ دیا۔ دینی سیاسی جماعتیں (جماعت اسلامی اور جے یو آئی ایف) نے کچھ آواز اٹھائی لیکن ان کے اراکین کی تعداد بہت کم تھی۔ اب بھی وہ آواز اٹھا رہی ہیں۔ اگر وہ خاص طور پر JUI-F پوری طاقت کے ساتھ بھرپور آواز اٹھائے تو شاید ان کو کامیابی حاصل ہو جائے۔ بہرحال ہمارے قانون ساز اداروں اور پارلیمنٹ میں صلاحیت اور قابلیت بہت کم ہے جس کی وجہ سے بیوروکریٹس اور این جی اوز بیرونی ایجنڈے کو ڈکٹیٹ کر رہے ہوتے ہیں، اس کے تحت پھر پورا قانون بنتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ میں قابل لوگ منتخب ہو کر جائیں جو قانون کو سمجھتے ہوں۔

❀❀❀

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 19 سال، تعلیم ICS، عالمہ کورس (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا لاہور یا گردونواح سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-7743995

چراغِ مُردہ کجا نورِ آفتاب کجا!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان نائن الیون کے بعد امریکا کے لیے چراگاہ بنی رہی۔ ملک، اس کی زمین، وسائل، سرحدیں زمینی فضائی سبھی کچھ ان کی دسترس میں تھا۔ سیلاب کی عفریت سے نمٹتے جیکب آباد ایئرپورٹ سے لے کر تمام مواصلاتی ذرائع، سڑکیں، پل نیٹو سپلائز اور بمبار طیاروں وڈرونز تک۔ یہ سب کچھ برادر ملک افغانستان پر موت برساتا رہا۔ اب ہم مکافاتِ عمل کی زد میں ہیں۔ شیری رحمن وزیرِ موسمیاتی تبدیلی نے کہا: ''پاکستان ماحولیاتی بحران کی فرنٹ لائن پر کھڑا ہے۔ جس تباہی سے دوچار ہیں، اس کا تخمینہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔'' (امریکا کی خاطر اللہ کا غضب مول لیا تھا اس نے سیلاب میں مدد سے ہاتھ کھینچ لیا یہ کہہ کر کہ پہلے بہت دے چکے!) چیئرمین این ڈی ایم نے کہا: ''ہم تاریخ کی بدترین تباہی سے دوچار ہیں۔'' جب ہم مسلم دنیا کے خلاف چھیڑی گئی جنگ کے فرنٹ لائن اتحادی بنے تو نتائج میں شراکت بھی لازم تھی۔ اخلاقی قانون اس کائنات میں عین اسی طرح کارفرما ہے جس طرح تکوینی، موسمیاتی سائنسی قانون! سیکرٹری جنرل یو این نے کہا تھا کہ ''موسمیاتی تبدیلیوں کا ذمہ دار نہ ہونے کے باوجود سزا پاکستان کو ملی۔'' اس کی وجوہات بیان کرنے والی کتاب کے حامل ہم ہیں کہ ایسا کیوں ہوا! موسمیاتی، یا Cosmological لاجک (منطق) تو بہت ہوں گے مگر خالقِ موسمیات نے 610ء میں ہمارے نبیٔ مکرم ﷺ کے پاس (پس پردہ دنیا کی مادی اور اخلاقی سائنس کا) علم صورتِ وحی/قرآن نازل کیا تھا۔ ﴿عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴾ ''انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔'' (العلق:5) نہ ہی جاننے کے کوئی ذرائع انسان کو میسر ہونا (کل یا آج) ممکن تھے۔ ہم دنیا تک یہ علم پہنچانے کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے جن سے دنیا کلیتاً لاعلم اور جاہل ہے۔ صدیوں تک آسمانی مذاہب کے ذریعے اس کائنات میں کارفرما قوانین اور پس پردہ خالق کی فرمانروائی کا فہم موجود تھا۔ جبھی تو آئن سٹائن (متوفی 1955ء) اور جارج والڈ نوبل انعام یافتہ فزیالوجسٹ (متوفی 1997ء) دونوں خالقِ کائنات کا اقرار کرنے کے باوجود، انکارِ خدا صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ''ذاتی خدا رکھنا نہیں چاہتے تھے''! آدھا مسئلہ تو اخلاقی زندگی میں خدا، ضمیر، گناہ ثواب کی روک ٹوک کا تھا۔ جارج کا پارٹنر (بلانکاح) رکھنا یا بیوی کو جیتے جی بیوہ بنا کر آئن سٹائن کی طرح بے وفائی کر گزرنا ممکن نہ تھا اخلاقاً، مذہباً۔ سو سیکولر، سائنسی خدائی میں کھل کھیلنا بہتر اور آسان تھا۔ برٹرنڈ رسل جیسا فلسفی اور چوٹی کا برطانوی دانشور تین شادیوں سے ہو گزرا۔ حرام کاری پسندیدہ نہ تھی! تاہم اخلاق بارے اس کے متنازعہ خیالات، آزادیٔ اظہار (معاشرتی اور اخلاقی امور پر) امریکا بھی ہضم نہ کر پایا۔ نیویارک کے کالج میں اسے فلسفہ پڑھانے سے روک دیا گیا۔ بارنز فاؤنڈیشن میں 5 سال کا تقرر بھی اسی بنا پر 1943ء میں منسوخ ہوا۔ اگرچہ ہر آنے والا سال فکری پراگندگی کی راہ ہموار کرتا گیا، آسمانی اقدار کا شیرازہ بکھرتا چلا گیا۔ 1950ء میں ''فکری آزادی'' پر ہی اسے نوبل انعام ملا!

یہ تمہید طولانی مغرب کے LGBT والے اخلاقی زوال کے تناظر میں ہے، جس نے انہیں بدترین خلائق کے درجے پر پہنچا دیا۔ یاد رہے کہ جس دور میں برٹرنڈ رسل (1872-1970ء) کفر و دہریت میں لہک بہک رہے تھے مذہب سے دامن چھڑا کر، اسی میں مارماڈیوک پکتھال (1875-1936ء) اسلام اور خلافتِ عثمانیہ کے چیمپئن بن کر اٹھے۔ (شاندار برطانوی خاندانی پس منظر کے حامل!) برٹش نیوی کے تین بڑے ہیروز کے 3 پوتے بھی اسی دور میں مسلمان ہوئے۔ مسئلہ نفس پرستی کا تھا، ورنہ اسلام کی حقانیت کا جادو اس وقت بھی ہر فطرتِ سلیم پر چلتا تھا!

یہ باور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ جو ہم نے 2001ء کے بعد اسلام سے پیچھا چھڑا کر مغربی اخلاقی بحران کے بحرِ مردار میں غوطہ لگایا ہے آج ہم اسی کا خمیازہ عذاب الٰہی کی سیلابی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ ایسے میں جب عالمی اخلاقی زوال کی علمبردار، LGBT تنظیم کی رکنیت گویا اختیار کرنے کا اقدام دبے پاؤں حکومتوں اور لبرل سیاسی جماعتوں نے (ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء) اٹھا لیا تو اس کے مضمرات کتنے ہولناک ہیں۔ فی الدنیا و الآخرۃ!

دنیا بھر میں بڑھتی پھیلتی دجالیت، سیکولرازم کی آڑ میں ریاست، حکومت، قانون اور عملی زندگی کے تمام دائروں سے تصورِ خدا کو نکال باہر کرنے کے لیے جنگجویانہ انتہاپسندی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ مذہب اگر ہے بھی تو انفرادی معاملہ ہے۔ بھارت میں اب انفرادی سطح کا اسلام بھی مسلمانوں سے وحشیانہ طریقے سے چھینا جا رہا ہے۔ کسی سطح پر اسلام کا اظہار، نماز، حجاب، خورونوش ناممکن بنایا جا رہا ہے اور حقوق انسانی اور آزادیٔ فکر و عمل کے عالمی چیمپئن منہ موڑے بیٹھے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی، انسانیت کے لیے انتشار، فساد، ظلم، بے انصافی، بے قراری اور اضطراب سے عین اس حالت میں ہے جو پاکستان میں کالے پانیوں کے بھنور لیے سیلاب یا جاپان کی سونامی کی خوفناک لہروں کا ہے۔ حیوانیت، شہوانیت، منشیات، شراب، جوا، سود، قحبہ گری، بلیک میلنگ، قتل و غارت نے زندگی ہر سطح پر اجیرن کر رکھی ہے۔ اللہ سے بغاوت نے انسان کو شیطانیت کے شکنجے میں جکڑ دیا ہے۔ آزادی کے کھل کھیلتے ظاہر جعفر کے ہاتھوں نور مقدم کا لرزہ خیز انجام اور اب شاہنواز امیر پر سارہ کے قتل کا الزام اور بالخصوص نوجوان نسل میں حالات و واقعات کی ہولناکی۔ (بچوں، عورتوں سے زیادتی کے سیریل مجرم!)

ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس کوثر و تسنیم سے دھلی، اجلی پاکیزہ تہذیب ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے تسلسل کا ورثہ ہے۔ 23 سال جبریل امین اس زمین پر زندگی کے ہر گوشے کی عملی رہنمائی کی ہدایات لے کر آتے رہے۔ وضو نماز سے لے کر بین الاقوامی معاملات، صلح و جنگ کے قوانین تک اور یہ پوری شریعت، الدین آج بھی رہنمائی کو کافی شافی ہے۔ اب کیا یہ دنیا بھر کے جہلاء، شیطانیت کے علمبردار ہمیں زندگی گزارنے کے جاہلانہ ڈھنگ سکھائیں گے؟ اَفَحُکۡمَ الۡجَاہِلِیَّۃِ یَبۡغُوۡنَ... ''(اگر یہ خدا کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟'' (المائدہ:50) اسلام سراسر علم ہے۔ (العلیم رب کا عطا کردہ طرزِ حیات) اور اس سے ہٹ کر ہر طریقہ، (کل اور آج) جاہلیت ہے۔ جس کی بنیاد اندھی نفسانیت، وہم گمان اور قیاس پر ہے۔ کیا ہم ان باغیوں، جاہلوں سے پوچھیں گے کہ ہماری عورت کیا پہنے

اوڑھے؟ بچے پہلے ہوں گے یا شادی پہلے ہوگی؟ جوڑا مرد اور عورت کا بنے گا یا مرد اور مرد، عورت اور عورت کا بھی بن سکتا ہے؟ اور انسان Gender Fluid بھی ہوسکتا ہے۔ کبھی مرد بن جائے کبھی عورت؟ اور پھر یہ کہہ کر گزرنے والے کہ بن مانس بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں۔ قحبہ گری ایک صنعت ہے اور عورت ایک کارکن، مزدور ہے اس صنعت کی؟ اقوام متحدہ اس 'کارکن' کے حقوق کو تحفظ اور احترام دینے کی بات کرتا ہے۔ اس وقت نیٹ پر طویل لامنتہا فہرستیں مغربی چمکتے دمکتے 'ترقی یافتہ' ممالک کی موجود ہیں۔ کس کی؟ وہ 'بہادر' مرد اور عورت جو علی الاعلان +LGBT زندگی گزار رہے ہیں، ان میں 7 یورپی ممالک کے وزرائے اعظم بھی ہیں۔ صرف کینیڈا کی فہرست میں 100 سے زائد ممبران پارلیمنٹ، سینیٹرز، وزراء، پارٹی لیڈر، گورنر، میئر، کونسلرز یعنی قیادت کی صورت موجود ہیں۔ امریکی فہرست کی طوالت ناقابل بیان ہے۔ حتیٰ کہ ان کے خارجی امور، سفراء و دفاتر کے بڑے مناصب والوں نے تو اب Glifaa فارن آفیرز ایجنسیوں میں G اور L سدومی مرد و زن کی تنظیم بنا رکھی ہے۔ یہ امریکی دفتر خارجہ کا ترقی کا پیمانہ اور فخر و ناز کی علامت ہے۔ اس کے سینکڑوں ہزاروں ممبران دنیا بھر اور امریکا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قصہ مختصر کہ نکاح حرام اور سفاح حلال تو پہلے ہی تھا۔ اب سدومیت کی غلاظت ہی ان کا اصل تفاخر اور سب سے بڑی برآمداتی جنس ہے۔ جس طرح نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا ہماری شناخت ہے۔ اسی طرح عصمت و عفت کا تصور ختم کرنا، حلال وحرام کا فرق مٹانا، گناہ، ثواب کی فکر سے آزاد کر کے ہمہ نوع جنسی تعلقات، نمائش حسن اور حیوانیت کی آندھیاں چلانا ان کا مطلوب و مقصود ہے۔ اسی کا مخفف LGBT پلس ہے۔ امریکی ایوان میں 'شادی کا دفاع' (نارمل شادی) کی منسوخی کا مطالبہ اٹھا ہے۔ مقابل 'سدومی شادی کے احترام' کا بل پیش ہوا۔ حمایت میں 267 اور مخالفت میں 157 تھے۔ یہ پاگل دیوانے ہو چکے ہیں!

ان دجالی تاریکیوں میں ربیع الاوّل، سراجِ منیر ﷺ کا پُرنور نظام زندگی روشنی، امن، سکینت اور پاکیزگی کا پیغامبر ہے۔ چراغِ مردہ کجا، نورِ آفتاب کجا! پاکستان اسلام کی کوکھ سے پیدا ہوا، اس کی فلاح و بقا اسی چشمۂ صافی سے سیراب ہونے میں مضمر ہے۔ اس فریبی ایکٹ کو جو آئین پاکستان اور وجود پاکستان پر ایک دھبا ہے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیجیے۔ اس ایکٹ نے حیا اور غیرت سوز موضوع کو سوشل میڈیا کے ذریعے زبانوں پر رواں کر دیا ہے۔ اس دروازے کا کھلنا فی نفسہٖ بدترین تاریکی، ماحولیاتی آلودگی ہے۔ اس پر قفل چڑھائیے۔ ذکرِ عام کیجیے اُس ذاتِ بابرکات ﷺ کا کہ:

اے روشنیٔ مقامِ محمود!
سورج ترے سائے میں کھڑا ہے!

❁❁❁

دعوت فکر وعمل

خوبصورت عمل

قرۃ العین خان

آغاز آفرینش سے تادمِ تحریر ایک خوبصورت عمل ایسا ہے جو کسی نہ کسی انداز سے جاری ہے اور جاری رہے گا جس دن یہ عمل مکمل طور پر رُک گیا اس دن اس کارخانۂ حیات کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔ اس مبارک عمل کو پہلے انبیاءِ کرام علیہم السلام سرانجام دیتے تھے اور جب سلسلۂ نبوت کی تکمیل ہوگئی تو اب یہ کارِ رسالت ختمِ نبوت ﷺ کی برکت سے اور نبی مہربان کی شفقت سے ہر ہر اُمتی کے ذمے ہے خواہ وہ عالم ہے یا اُمّی۔ یہ خوبصورت عمل دعوت الی اللہ کا عمل ہے جسے رب کائنات نے خود پسند فرمایا اور سورۂ حم السجدہ میں ارشاد فرمایا کہ ''اس شخص سے خوبصورت بات کس کی ہوسکتی جو اللہ کی طرف بلائے اور خود نیک عمل کرے۔'' نبی مکرم ﷺ کے فرمان کہ ''پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت'' نے اس خوبصورت عمل میں اپنی پوری امت کو شامل فرما لیا۔ اس مبارک عمل کا منبع و سرچشمہ اللہ کی کتاب قرآن اور نبی کا فرمان حدیث ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:
﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝٤٥﴾ (آپ قرآن کے ذریعے نصیحت کیجیے اُس کو جو میری وعید سے ڈرتا ہے) لیکن آج امت دوسروں کو کیا دعوت دیتی خود اپنے آپ کو فراموش کیے بیٹھی ہے۔ جس کا گلہ اقبال بھی اپنے اشعار میں کرتا نظر آتا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

آج ہر دینی اجتماعیت خواہ وہ مسلکی بنیاد پر قائم ہے یا مسلک اور تقلید سے آزاد، اپنے کارکنوں کو دعوت و تبلیغ کے لیے آمادہ کرتی نظر آتی ہے۔ غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے جماعتیں بھی کارکنوں پر اسی کام کی اہمیت واضح کرنے اور انہیں اپنے اوقات کو فارغ کرنے کے لیے زور دیتی دکھائی دیتی ہیں۔ جہاں اور جس اجتماعیت میں یہ کام ہو رہا ہے اگرچہ واضح ہو یا مبہم اس کی برکات سر کی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ انفرادی سطح پر سیرت و کردار میں نمایاں تبدیلی ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اجتماعی تبدیلی کی اہمیت زیادہ ہے لہٰذا ان کی توجہ اسی پر موکوز ہوتی ہے لیکن اجتماعی تبدیلی لانے کے خواہش مند اگر اپنے 5 یا 6 فٹ کے وجود میں تبدیلی نہیں لا سکتے تو اجتماعی تبدیلی لانے کی خواہش اپنے آپ کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ اور اسی طرح دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کرتے ہوئے اسی کام کو کل سمجھ لینا اور جہاد سے پہلو تہی اختیار کرنا بھی ایک المیے سے کم نہیں۔ خیر یہ بحث تو جملہ معترضہ کے طور پر بیچ میں آگئی اصل بات ہو رہی تھی خوبصورت عمل کی، جو جس کی زندگی میں زیادہ ہوگا اس کی شخصیت کو بلند کرتا جائے گا کیونکہ یہ عمل انبیا علیہم السلام کی سنت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مستقل طریقہ ہے۔ آیئے اس خوبصورت عمل کا آغاز کریں۔ الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر پہلے اپنے گھر اور پھر درجہ بدرجہ دوست احباب تک قرآن وحدیث کی دعوت کو پہنچائیں تاکہ وہ جمعیت فراہم ہو سکے جو باطل نظام کے سامنے کھڑی ہو سکے اور غلبہ اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

گزشتہ دنوں ایک مُربی نے اپنے وعظ کے دوران ایک بات کہی کہ کم از کم دعوتِ دین کے لیے اتنا ہی وقت نکال لیں جتنا آپ فیس بک کے لیے نکالتے ہیں اور قرآن کو اتنا ہی وقت دے دیں جتنا واٹس ایپ کو دیتے ہیں تو میں اپنے گریبان میں جھانکنے پر مجبور ہو گیا، جہاں سوائے شرمندگی کے کچھ نہ تھا۔ ابھی بھی مہلت موجود ہے کچھ کر لیں اور اپنے نامہ اعمال میں خوبصورت عمل کا اضافہ کرنا شروع کر دیں۔ یقین جانئے میں نے اپنی 31 سالہ تحریکی زندگی میں دعوتِ دین میں لگنے والے لوگوں کو بہت ترقی کرتے اور عزت پاتے دیکھا ہے۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ کا دورہ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

امیر محترم شجاع الدین شیخ ﷾، نائب ناظم اعلیٰ زون شرقی جناب پرویز اقبال کے ہمراہ حلقہ گوجرانوالہ کے سالانہ دورے کے سلسلے میں 16 ستمبر بروز جمعہ شام 7:15 پر کامونکی پہنچے۔سب سے پہلے مقامی اسرہ کے رفقاء کا تعارف کروایا گیا۔اس موقع پر امیر حلقہ گوجرانوالہ کے مشیر محترم سرفراز چیمہ بھی موجود تھے۔تعارف اور کھانے کے بعد مقامی مسجد میں نمازعشاء ادا کی گئی۔نمازعشاء کے بعد 8:45 پر امیر محترم نے دا ابو میرج ہال میں ’’استحکام پاکستان اور نفاذ دین‘‘ کے عنوان سے خطاب کیا۔جس میں سود، وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ،ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء، سیلاب کی تباہ کاریاں، اجتماعی توبہ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو فرمائی۔ یہ خطاب تقریباً ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل تھا جسے تقریباً 300 افراد نے سماعت فرمایا۔اس خطاب کو شہر کی مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیات نے بہت پسند کیا۔

خطاب کے بعد مقامی اسرہ کے نقیب زمان باجوہ کی رہائش گاہ پر حلقہ قرآنی کے احباب، جمعیت طلبہ کے نوجوان اور مقامی لوگوں نے مختصر ملاقات کی۔

17 ستمبر بروز ہفتہ مقامی مسجد میں نماز فجر کے بعد 25 منٹ کا درس قرآن دیا اور آرام کے بعد 7:30 پر ناشتے پر امیر محترم نے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً 8 علماء سے ملاقات کی ناشتہ میں رفقاء تنظیم، دوست احباب نے بھی شرکت کی۔ اس کے بعد 8:20 پر گوجرانوالہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

17 ستمبر بروز ہفتہ صبح تقریباً 9:00 بجے امیر محترم شجاع الدین شیخ ﷾ مسجد نمرہ مرکز حلقہ گوجرانوالہ پہنچے۔حلقہ کے سالانہ تعارفی اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ بعدازاں امیر حلقہ نے حلقہ کا مختصر تعارف کروایا۔امیر محترم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تحریری سوالات کے تشفی بخش جوابات دیئے اور مختصر تذکیری خطاب کیا۔بعدازاں مبتدی بیعت کا اہتمام کیا گیا جس میں رفقاء کے علاوہ بہت سے احباب بھی شریک ہوئے اسی طرح ملتزم رفقاء کی بیعت کا بھی اہتمام ہوا۔ یہ پروگرام 11:30 بجے تک جاری رہا۔چائے کے وقفے کے بعد رفقاء کو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا ویڈیو خطاب ’’اقامت دین کی جدوجہد اور خدمت خلق کا باہمی تعلق‘‘ دکھایا گیا۔دوسری جانب 11:45 بجے امیر محترم نے حلقہ، مقامی تنظیم اور منفرد اسرہ جات کے تمام ذمہ داران، معاونین اور نقباء سے خصوصی تعارفی نشست کا انعقاد کیا جس میں ہر ذمہ دار کا امیر محترم کو مختصر تعارف پیش کیا۔ بعدازاں امیر محترم کی اجازت سے ذمہ داران نے بعض سوالات کیے۔ 01:15 پر یہ اختتام پذیر ہوئی۔ رفقاء ظہرانہ اور ظہر کی نماز کے بعد اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔

کچھ دیر آرام کے بعد امیر محترم، نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ کے ہمراہ امیر حلقہ کے مشیر اور بزرگ رفیق سرفراز چیمہ کی خواہش پر ان کے گھر چک دادن تشریف لے گئے اور نماز عصر کی ادائیگی کے بعد منڈی بہاوالدین کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں نماز مغرب ادا کی اور پھالیہ پہنچ کر مقامی تنظیم کے امیر ڈاکٹر مشتاق احمد کے گھر پہنچے۔ کھانے کے بعد انمول میرج ہال منڈی بہاوالدین پہنچے، جہاں نماز عشاء کے بعد 8:45 پر امیر محترم کا خطاب طے تھا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول ﷺ سے ہوا۔ امیر محترم کے خطاب سے پہلے مقامی امیر ڈاکٹر مشتاق نے امیر محترم اور تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف کروایا۔ امیر محترم کا خطاب جس کا عنوان ’’پاکستان میں جاری تباہی کے اسباب اور حل‘‘ تھا۔امیر محترم نے تقریباً سوا گھنٹہ خطاب کیا۔اس پروگرام میں تقریباً تین سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ امیر محترم نے اپنے خطاب میں مختلف زاویوں سے پاکستان میں جاری تباہی کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے فرمایا یہ ملک ہم نے اللہ سے مانگا تھا کہ اسلام کا نفاذ یہاں کریں گے مگر ہم نے وعدہ خلافی کی جس کے نتیجہ میں قوم بہت ساری اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کا شکار ہے اور سود جیسے بڑے گناہ میں ملوث ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے اعلان جنگ کیے ہوئے ہے۔ اس کا حل صرف ایک ہے اور وہ ہے اجتماعی توبہ۔

خطاب کے فوراً بعد امیر محترم گجرات کے لیے روانہ ہو گئے۔ امیر محترم تقریباً رات 12 بجے گجرات کے نقیب اسرہ محترم رفیق رشدی کے گھر پہنچے اور رات کا قیام کیا۔ فجر کی نماز قریبی بلال مسجد میں ادا کی، جس کے بعد امیر محترم نے درس قرآن دیا جس میں امیر محترم نے قرآنی آیات کی روشنی میں دینی فرائض بیان فرمائے جس میں دو سو کے قریب افراد نے شرکت کی۔ رفیق رشدی صاحب کے گھر ناشتہ کیا اور قریبی مدرسہ دار العلام میں شیخ الحدیث اور علماء سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ جہاں تمام اساتذہ سے ملاقات کی ان سے دینی ذمہ داریوں اور اقامت دین کے لیے علماء کے کردار کے حوالے سے گفتگو کی اور دعا کی درخواست کی۔

اس کے بعد امیر محترم سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ امیر محترم نے (بزنس اینڈ کامرس سینٹر سیالکوٹ) میں ’’ہمارے قومی مسائل کا حل اجتماعی توبہ‘‘ کے عنوان سے خطاب کیا۔ اس پروگرام میں تقریباً تین سو مرد وخواتین نے شرکت کی۔ خطاب کے اختتام پر سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی اور دو افراد نے تنظیم اسلامی میں شمولت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس کے بعد امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ، امیر حلقہ اور چند رفقاء کے ہمراہ سیالکوٹ کے نقیب اسرہ محترم عادل قریشی کے گھر پر ظہرانہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد امیر محترم نے بذریعہ فون بیمار رفقاء کی عیادت کی اور ایک نقیب اسرہ حمزہ شبیر کی والدہ کے انتقال پر تعزیت کی۔ اور تقریباً 2:15 پر لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔

(رپورٹ: رانا ضیاء الحسن، ناظم نشرواشاعت، حلقہ گوجرانوالہ)

حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام انسداد سود مہم

حلقہ گوجرانوالہ نے انسداد سود مہم میں رفقاء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ رفقاء نے مختلف جگہوں پر تقریباً 2400 ہینڈ بلز اور 17500 سہ ورقہ (پمفلٹ) تقسیم کیے۔ 496 فلیکس اور پول ہینگرز رکشوں اور شاہراہوں پر آویزاں کیے۔ جبکہ 81 بینرز اور بل بورڈز بھی مختلف جگہوں پر لگائے۔ 06 مقامات پر سود کے خلاف مظاہرے کیے گئے۔ جن منفرد اسرہ جات میں مظاہرہ نہیں ہوا وہ قریبی مظاہرے میں شریک ہوئے۔ علماء، مساجد کے خطباء اور دوسری دینی وسیاسی شخصیات سے ملاقاتوں کا اہتمام کیا گیا۔ مہم کے دوران 346 علماء وخطباء حضرات جبکہ 190 دینی، سیاسی وسماجی شخصیات سے ملاقات کی گئی اور ان کو امیر محترم کا خط پیش کیا گیا۔ اور ان کو ترغیب دی گئی کہ سود کے خلاف آواز اٹھائیں۔ جس کی وجہ سے تقریباً 53 مساجد میں خطباء حضرات نے سود کے موضوع پر جمعہ کا خطاب کیا۔ اس کے علاوہ 8 حلقہ قرآنی اور دوسرے اجتماع منعقد کیے گئے جن میں سود کو موضوع بنایا گیا۔ تین کتابیں سود کی حرمت، وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوالات

اور قرضوں کی جنگ کے تقریباً 535 سیٹ لوگوں میں تقسیم کیے گئے۔ اکثر علماء کو یہ سیٹ تحفہ میں دیئے گئے۔ (رپورٹ: حافظ علی جنید میر، امیر حلقہ گوجرانوالہ)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام انسدادِ سود مہم

حلقہ پنجاب شمالی کی تمام تنظیم نے اپنے اپنے علاقوں میں انسدادِ سود مہم میں حصہ لیا۔ ہر تنظیم نے 25000 کی تعداد میں ہینڈ بلز اور سہ ورقہ (پمفلٹ) تقسیم کیے گئے۔ 500 پول ہینگرز، فلیکس، ٹی بورڈ اور 250 بینرز، بل بورڈز رکشوں اور مختلف علاقوں میں لگائے گئے۔ حلقہ کی سطح پر 3 جبکہ 2 کینٹ تنظیم کی سطح پر مظاہرے کیے گئے۔ تقریباً 200 علماء، خطباء مساجد اور دینی و سیاسی شخصیات سے ملاقات کی گئی اور ان کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ کینٹ تنظیم کے زیر اہتمام مسجد الھدیٰ میں 3 خطبات جمعہ میں سود کو موضوع بنایا گیا۔ (رپورٹ: رؤف اکبر، امیر حلقہ پنجاب شمالی)

موت العالِم موت العالَم

معروف مبلغ اسلام علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ رحلت فرما گئے

عالم اسلام کی نامور علمی شخصیت، الاخوان المسلمین سے وابستہ اور 50 سے زائد کتابوں کے مصنف علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ 26 ستمبر 2022ء دوحہ، قطر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ عمر 96 برس تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ○

یوسف القرضاوی رحمہ اللہ 1926ء کو صفط تراب، مصر میں پیدا ہوئے۔ مصر میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ الاخوان المسلمین سے وابستہ رہے اور عملی جدوجہد میں حصہ لیا۔ 1950ء میں جمال عبدالناصر کے دور میں گرفتار ہوئے۔

علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ 1960ء میں مصر سے قطر چلے گئے۔ اور قطر یونیورسٹی میں فیکلٹی آف شریعہ کے ڈین بن گئے۔ 1968ء میں قطری شہریت مل گئی۔ یوسف القرضاویؒ انٹرنیشنل یونین آف مسلم اسکالرز کے 14 سال چیئرمین بھی رہے ہیں۔ فروری 2011ء کو قاہرہ کے تحریر اسکوائر میں لاکھوں افراد کے اجتماع سے خطاب کیا۔ 2013ء میں مصر کے پہلے جمہوری صدر محمد مرسی کی حکومت کے خلاف فوجی بغاوت کی کھل کر مخالفت کی۔

مصر کی ایک فوجداری عدالت نے الاخوان المسلمون کے 100 سے زائد کارکنوں سمیت ممتاز عالم دین علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ کو سزائے موت سنائی۔ قاہرہ نے قطر سے علامہ القرضاوی رحمہ اللہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا لیکن قطر نے حوالے نہیں کیا۔

گزشتہ چار دہائی سے قطر میں مقیم علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ 50 سے زائد بلند پایہ کتب کے مصنف تھے۔ اکثر کتابوں کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسلامی قانون اور فقہ ان کا خاص موضوع تھا۔ علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ کو عرب دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل تھی۔ علامہ القرضاوی کے معتقدین و محبین کا ایک بڑا حلقہ ہے جو عرب ممالک سے لے کر یورپ، امریکہ اور برصغیر تک پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد ہے۔ آپؒ کو دنیا بھر میں مجتہد، مجدد اور مفکر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ آپؒ کو عالم اسلام میں سب سے بڑے اسلامی سکالر، فقیہ اور عالم دین کی حیثیت حاصل تھی۔

شیخ علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ کے انتقال پر علمی حلقوں میں غم کی لہر دوڑ گئی ہے۔ عالم اسلام کی یہ واحد شخصیت تھی، جس کا ہر مسلک، ہر مکتب فکر اور ہر نظریہ کا حامل شخص دل و جان سے احترام کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین یارب العالمین!

تبدیلیٔ تاریخ

رفقاء متوجہ ہوں

’’قرآن مرکز کینال ویو گارڈن ہوتہ روڈ عارف والا (حلقہ ساہیوال ڈویژن)‘‘ میں

مورخہ 09 تا 15 اکتوبر 2022ء کو منعقد ہونے والا

مبتدی تربیتی کورس

اب ان شاء اللہ

06 تا 12 نومبر 2022ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کو منعقد ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

مورخہ 14 تا 16 اکتوبر 2022ء کو ہونے والا

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

اب ان شاء اللہ 11 تا 13 نومبر 2022ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر) کو منعقد ہوگا۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-4120723/0300-0971784

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375 (042)

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے رفیق سید محمد حسن شدید علیل ہیں اور سول ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ مقامی تنظیم حلقہ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق مہر محمد عمر فاروق کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0312-7547434

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

The 9/11 Fallout: US-Imposed Destruction of Afghanistan

Australian biochemist Gideon Polya is one of the world's leading experts on avoidable mortality, holocausts and genocides. In "Post-9/11 US-Imposed Muslim Holocaust and Muslim Genocide" (2020), Polya writes about "the Zionist-backed US War on Muslims (aka the US War on Terror) which has been associated, so far, with 32 million Muslim deaths—from violence, five million, or from imposed deprivation, 27 million—in 20 impoverished countries invaded by the US alliance since the US government's 9/11 false flag atrocity."

Dr. Polya maintains a website "Afghan Holocaust Afghan Genocide" where he estimates that the US is responsible for 6.8 million Afghan deaths, consisting of 1.6 million deaths by violence and 5.2 million by deprivation, during its 20-year occupation. He cites estimates that the Afghan war cost the US over $2 trillion, about one-third of the total cost of the so-called War on Terror, and points out that even a mere fraction of such colossal sums could have greatly reduced avoidable mortality on a global level. So, by applying scarce resources to the deliberate murder of millions abroad, US leaders were indirectly murdering considerable numbers of their own people as well.

Since the invasion of Afghanistan was a barely-disguised war of aggression, the US obviously owes gargantuan reparations. (Even former puppet president Hamid Karzai has admitted that there was never any significant al-Qaeda presence in Afghanistan and that the official story of 9/11 is highly dubious.) As the defeated war criminal aggressor, the US ought to be forced to spend many multiples of what it wasted destroying Afghanistan to rebuild that devastated country. But even as the Afghan people starve due to US destruction of global food supplies stemming from the American war on Russia through Ukraine, America's rulers are not only refusing aid to Afghanistan, they are actually stealing Afghanistan's own money.

Last February, US president Joe Biden, the dotard-in-chief surrounded by Neocon-Zionist controllers, signed an executive order confiscating $9.5 billion in American-based assets owned by Afghanistan's Central Bank. Biden ordered that $3.5 billion be paid to the wealthy Zionist lawyers representing a group of misinformed 9/11 survivors, while the remaining funds would remain frozen until the Taliban promised to do whatever it was told. The US has established a 'Trust' with $3.5 billion in frozen Afghan Central Bank funds, which will be based in Switzerland, and meant to "help stabilize Afghanistan without benefiting the Taliban". It is another pack of lies to further obliterate the Afghan people and undermine the legitimate government of the Afghan Taliban.

The outrageous arrogance of Biden's order to accelerate America's deliberate starvation of the Afghan people by stealing Afghanistan's own money was not lost on better-informed 9/11 victims' family members, 76 of whom wrote an open letter to Biden demanding that he return the money to the Afghan government. Many of those family members, including the well-known activist Robert McIlvaine, know full well that 9/11 was a murderous coup d'état and war-trigger PR stunt by American rulers, and that the official US government story is a nauseating big lie. They know that Afghanistan had nothing whatsoever to do with 9/11, and

they are outraged that the Afghan people are being ‘genocided’ under such a sickeningly false pretext.

The deliberate starvation of Afghanistan by the US was accelerating during the run-up to the 21st anniversary of the 9/11/2001 false flag. According to the United Nations Office for the Coordination of Humanitarian Affairs:

- 18.9 million people – nearly half of the population – are estimated to be acutely food-insecure in June-November 2022.
- 4.7 million children, and pregnant and lactating women are at risk of acute malnutrition in 2022; 3.9 million children are acutely malnourished.
- All 34 provinces are facing crisis or emergency levels of acute food insecurity.
- Afghanistan continues to face the highest prevalence of insufficient food consumption globally, as 92 percent of households struggle to meet their food needs.

The mass starvation currently afflicting Afghanistan is the direct result of 20 years of brutal occupation, during which the US destroyed Afghanistan’s economy and civil society, replacing it with a network of US-owned gangsters and collaborators funded by American bribes and CIA heroin profits. When the Americans fled with their proverbial tails between their legs on August 30, 2021, they abruptly terminated their “nation-building” bribes, which had become—alongside CIA heroin revenue—Afghanistan’s biggest source of income. When the Americans left, 72% of Afghans lived beneath the poverty rate of $2 per day. As of September 2022, that figure has risen to roughly 97%.

It is high time to hold US accountable for war-crimes and crimes against humanity in Afghanistan.

<u>Source adapted from:</u> ***An article by Kevin Barrett; https://unitedpushback.com/***

گوشۂ انسدادِ سود

جب سود کو سرمایہ کاری کی اساس کے طور پر قبول کیا جائے تو اس کی خباثتیں اتنی سمتوں سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اتنے اعتبارات سے انسان کی خوش حالی پر حملہ آور ہوتا ہے کہ ان کا انتہائی مختصر ذکر بھی فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کا مفہوم سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ ذیل میں سود کی تباہ کاریوں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

1- محنت کی ناقدری - سرمائے کی برتری:

دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے خواہ اس کام کا تعلق صنعت وحرفت سے ہو یا زراعت وتجارت سے۔ پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافے کا حق دار قرار پاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ انسانی محنت اگر ضائع بھی ہو جائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ یہ صورتِ حال عقل، منطق، اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

2- تہذیب وتمدن کا قتل:

سودی نظام کا عملی اطلاق (Application) دراصل انسانیت پر سرمائے کی فوقیت کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب میں شرافت، ہمدردی، رزقِ حلال اور انسان کی قیمت گرتی جارہی ہے اور لالچ، حرص، لوٹ کھسوٹ اور فراڈ سب سے مؤثر اور توانا جذبے بنتے جارہے ہیں۔ بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی، وسائل یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی پر بھی قبضہ کرلیا جاتا ہے۔ صورتِ حال اس سنگینی کو بھی پہنچ جاتی ہے کہ انسان خودکشی پر اور اپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن خواہ کوئی ضرورت مند بیماری‘ بھوک‘ افلاس سے کراہ رہا ہو یا بے روزگار اپنی زندگی سے بے زار ہو‘ سود خور کی شقاوت وسنگ دلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے
سود کے خلاف فیصلہ کو 160 دن گزر چکے!

Quote on Riba

“Historically, usury was defined as any interest whatever on an unproductive loan. Our whole banking system I have ever abhorred, I continue to abhor, and I shall die abhorring.”

John Adams (Former US President lawyer, author, statesman and diplomat)

Vol: 31 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.38

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore